بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اذِلَّۃٌ

جلد 47 — شمارہ 32

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

12 ربیع الثانی 1419 ہجری 6 ظہور 1377 ہش 6 اگست 98ء

لندن ۳ / اگست (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دُعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن پیارے آقا کا حامی وناصر ہو۔

نومبائعین کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ نصائح

حضرت اقدس نے ۵/اپریل ۱۹۰۲ء کو بوقت شام فرمایا:۔

”اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بناؤ

۲۶/فروری ۱۹۰۸ء بوقت سیر فرمایا۔

”ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے“۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۷)

حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۰/اکتوبر ۱۹۰۳ء کی ایک مجلس میں بیان فرمایا:۔

”بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیوں نے بعض جگہ لکھا ہے کہ اگر مرید کو اپنے مرشد کے بعض مقامات پر بظاہر غلطی نظر آوے تو اسے چاہئے کہ اس کا اظہار نہ کرے اگر اظہار کرے گا تو حبط عمل ہو جاوے گا (کیونکہ اصل میں وہ غلطی نہیں ہوتی صرف اس کے فہم کا اپنا قصور ہوتا ہے) اسی لئے صحابہ کرامؓ کا دستور تھا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں اس طرح سے بیٹھتے تھے جیسے سر پر کوئی پرندہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان سر اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ یہ تمام ان کا ادب تھا کہ حتی الوسع خود کبھی کوئی سوال نہ کرتے۔ ہاں اگر باہر سے کوئی نیا آدمی آکر کچھ پوچھتا تو اس ذریعہ سے جو کچھ آنحضرت ﷺ کی زبان سے نکلتا وہ سن لیتے۔ صحابہ کرامؓ بڑے مؤدب تھے اس لئے کہا کہ اَلطَّرِیقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ وہ جو شخص ادب کی حدود سے باہر نکل جاتا ہے تو پھر شیطان اس پر دخل پاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی نوبت ارتداد کی آجاتی ہے۔ اس ادب کو مدنظر رکھنے کے بعد انسان کو لازم ہے کہ وہ فارغ نشین نہ ہو۔ ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے اور جو جو مقامات اسے حاصل ہوتے جاویں ان پر یہی خیال کرے کہ میں ابھی قابل اصلاح ہوں اور یہ سمجھ کر کہ بس میرا تزکیہ نفس ہو گیا وہاں ہی نہ اڑ بیٹھے۔“

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء)

توبہ کر کے تم نے ایک نیا جنم لیا ہے

۶/مارچ ۱۹۰۳ء کو فرمایا:۔

”آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے اگر سچے دل سے کی ہے تو پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہوگا۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیویں اور تم نے اب ایک نیا جنم لیا ہے یاد رکھو کہ جیسے ایک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں اور اسے تاکید ہو کہ اب کرو گے تو سخت سزا ہو گی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے تو اسے سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی حال خدا تعالیٰ کا ہے۔ خدا قہار ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا۔ جیسے وہ ستار ہے ویسا ہی منتقم اور غیور بھی ہے۔ قرآن کو بہت پڑھو نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ۔ بچوں کو نصیحت کرو۔ کوئی عمل اور بدعت ایسی نہ کرو جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کر کے دکھلا دے گا“۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء)

گناہوں سے توبہ کرو

جو شخص بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوتا ہے اس کی گویا ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور اگر وہ صدق دل سے اپنے اقرار بیعت پر قائم رہتا ہے تو اس کے پیچھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اسی مضمون کو ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کی مجلس میں یوں بیان فرمایا:۔

اب جو تم لوگوں نے بیعت کی تو اب خدا تعالیٰ سے نیا حساب شروع ہوا ہے۔ پہلے گناہ صدق واخلاص کے ساتھ بیعت کرنے پر بخشے جاتے ہیں۔ اب ہر ایک کا اختیار ہے کہ اپنے لئے بہشت بنا لے یا جہنم۔ انسان پر دو قسم کے حقوق ہیں۔ ایک تو اللہ کے دوسرے عباد کے۔ پہلے میں تو اسی وقت نقصان ہوتا ہے۔ جب دیدہ دانستہ کسی امر اللہ کی مخالفت قولی یا عملی کی جائے مگر دوسرے حقوق کی نسبت بہت کچھ بچ بچ کے رہنے کا مقام ہے۔ کئی چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں جنہیں انسان بعض اوقات سمجھتا بھی نہیں۔ ہماری جماعت کو تو ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ دشمن پکار اٹھیں کہ گویا یہ ہمارے مخالف ہیں مگر ہیں ہم سے اچھے۔ اپنی عملی حالت کو ایسا درست رکھو کہ دشمن بھی تمہاری نیکی خدا ترسی اور اتقا کے قائل ہو جائیں۔“ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۵۷)

توبہ کرنے سے انسان بلاؤں اور مصیبتوں سے بچایا جاتا ہے

جو شخص سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے اور پچھلے گناہوں سے معافی مانگتا ہے تو خدا اسے اپنے حصار میں لے لیتا ہے اور اس کی ضروریات کا متکفل ہوتا ہے اور ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں سے اسے بچاتا ہے۔ ۶ مارچ ۱۹۰۳ء کی ایک مجلس میں حضرت اقدس نے فرمایا:۔

”جب آدمی توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ قرآن میں اس کا وعدہ ہے۔ ہر طرح کے دکھ انسان کو دنیا میں ملتے ہیں مگر جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو ان سب بلاؤں سے انسان بچتا ہے۔ اس لئے تم لوگ اگر اپنے وعدے کے موافق قائم رہو گے تو وہ تم کو ہر ایک بلا سے بچائے گا۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۷۹)

رمضان المبارک کی وجہ سے

جلسہ سالانہ قادیان اب ۵۔۶۔۷ دسمبر ۹۸ کی تاریخوں میں ہوگا

احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال ماہ رمضان المبارک کے پیش نظر جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۵۔۶۔۷ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار فتح ۷،۵، ۱۳ء ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں اور ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان:

رمضان المبارک ۱۹۹۸ء میں — قسط نمبر (9)

حضرت امیر المومنین کا درس القرآن

ہفتہ ۲۴ر جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس القرآن نمبر ۲۱ میں حضور انور نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض دفعہ بظاہر سوال کے جواب میں آیات اترتی ہیں لیکن جواب دائمی حقیقت پر مبنی دئے جاتے ہیں۔ مثلاً " یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ " کے جواب میں انسان کو روح کی لطافت کے معنی سمجھائے گئے ہیں۔ یہ بحث کہ یہ سوال کس نے کیا۔ کب کیا لاتعلق ہیں۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ... الخ "کہ تمہیں ان باتوں کا اتنا کم علم ہے کہ تم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ یہ امر ربی ہے جو ساری کائنات پر حاوی ہے۔ یہ جواب آفاقی ہے۔ امر ربی سے وجود ہے اور امر ربی سے روح ہے اس سے زیادہ سمجھنے کی طاقت انسان نہیں رکھتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ کل کے درس میں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْن کی پوری تشریح وقت کی کمی کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ مَعَ الصّٰبِرِیْن اس لئے کہا کہ نماز صبر سے بنتی ہے اور اگر اس کا فقدان ہو تو نماز نہیں بنتی۔ حضور نے سورہ مریم کی آیت ۶۶ اور بعض دیگر آیات کے حوالے سے بتایا کہ جس عبادت میں صبر کا پہلو نہیں وہ عبادت نہیں۔ عبادت میں صبر کے معنوں کی تلقین اور اہل و عیال کو بھی تلقین موجود ہے۔ اور یہ تلقین بھی اس وقت تلقین کہلائے گی جب صبر کے ساتھ کرتا چلا جائے گا۔ نماز میں صبر کا مضمون اس شدت کے ساتھ داخل کیا گیا ہے کہ اگر صبر نہ ہو تو نماز نماز نہیں رہتی اس لئے صبر پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے خواہ وہ نماز میں ہوں یا نماز سے باہر۔

حضور انور نے شہداء کے ذکر پر مشتمل آیات کے حوالے سے فرمایا کہ اس آیت کو صرف زمانہ نبوی میں شہید ہونے والوں پر محدود کرنا صریحاً غلط۔ قرآنی آیات کہہ رہی ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں زندہ کہو۔ یہ آفاقی آیت ہے۔ اس کا اطلاق گزشتہ اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ہر شہید پر ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ زندہ کن معنوں میں ہیں۔ یہ وہی روح والی بات کی طرح ہی ہے اس لئے یہ بات پلے باندھ لو کہ تم سمجھ نہیں سکتے۔ آنحضرت ﷺ کو شعور بطور خاص بخشا گیا تھا۔ صحابہ وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔ جسمانی احیاء تو ہرگز مراد نہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ ان کے جسم زندہ ہیں اور تم نہیں جانتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی رو سے جو بھی وفات پا جائے اس کا جی اٹھنا ایسی شکل میں ہوگا جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر عام فوت شدہ کے جی اٹھنے کو نہیں سمجھ سکتے تو شہداء کو کیسے سمجھو گے۔ اس لئے یہ ایک دائمی قانون ہے جس کا اطلاق ہر جدا ہونے والے کے ساتھ ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو جو بعض شہداء دکھائے گئے یہ کشفی نظارہ تھا۔

حضور انور نے آیت قرآنی " وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَاتَدَّعُوْنَ " کی تشریح میں فرمایا کہ دنیا کے آغاز سے انجام تک کے تمام لوگوں کے ہنگامے میں ہر روح کی اشتہاء اس کی حیثیت اور ادّعا کے مطابق ہوگی۔ اور ہر ایک کی جنت اس کے مطابق بنے گی۔ جتنا ہم اپنی اشتہاء اور ادعا کو بلند کریں گے اتنے ہی ہمارے مراتب بلند ہوں گے۔ پس وہ شعور ایک احساس موجودگی ہے۔ حضور انور نے فرمایا پس نہ آپ اور نہ میں کچھ جانتے ہیں۔ صرف آنحضرت ﷺ جانتے تھے کیونکہ آپ اس دنیا میں رہتے ہوئے ایک اور عالم میں رہتے تھے۔ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ "میں اُخْفِیَ لَهُمْ کہہ کر آنحضرت ﷺ کے علاوہ سب کا ذکر ہو گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کا استثناء کرتا ہوں۔ یہ عام لوگوں کا ذکر ہے۔ بنی نوع انسان میں کسی کو علم نہیں۔ البتہ وہ بعض کو وہ علم دے سکتا ہے۔ اسی ضمن میں حضور انور نے سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۲ تلاوت فرمائی " سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا... الخ " حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں لفظ فضل بتاتا ہے کہ یہ جنت اس سے بہت اونچی ہوگی جو ہم یہاں کماتے ہیں۔ اخروی زندگی اور اس کی وسعتیں فضل کی وجہ سے ناپید اکنار ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کیلئے جنت میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک نہیں گزرا۔ اس لئے حضور انور نے فرمایا اعلیٰ اور عمدہ روایات کو رد کئے بغیر عقل سلیم کو استعمال کریں۔ پس حضرت جعفر طیارؓ والی حدیث ہم ہرگز رد نہیں کرتے انہیں طیار کا نام تو ملا لیکن وہ کس طرح اڑیں گے اس کیفیت سے ہم لاعلم ہیں۔ اسی طرح آنحضرت کا یہ فرمانا کہ کوئی بوڑھی عورت ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگی اس میں بھی صاف بتایا جا رہا ہے کہ جنت میں جانے والا بدن اور ہے اور یہاں کا بدن اور ہے۔ انہیں ظاہر پر محمول کرنا ظلم ہے۔ اخروی زندگی میں جو بھی اٹھائے جائیں گے ان کا اس جسم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہاں کے واقعات جو جسم پر اثر انداز ہوئے ہیں کُلّیۃً مٹا دئے جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا میں صلح حدیبیہ کا ذکر کر چکا ہوں اور میں ایک استنباط کرتا رہا ہوں اور کرتا رہوں گا لیکن علماء اسے سمجھ نہیں سکے۔ حج کے چار مہینے ہیں۔ تین مسلسل اور ایک ہٹ کر۔ ذی القعدہ ذی الحجہ اور محرم اور پھر رجب۔ آنحضرت ﷺ جب مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو ذی القعدہ تھا۔ اس میں عمرہ ہی ہونا تھا۔ میں نے یہ اظہار کیا تھا کہ اگر آنحضرت کا ارادہ تمتع کا ہو اور آپ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے ہوں اور حج کو ساتھ ملایا جا سکتا تو اتنا قیام مل سکتا تھا کہ حج بھی ہو سکتا تھا۔ یہ ایک عقلی امکان ہے۔ میں علماء سے کہتا ہوں کہ میں جو سورۃ فتح کی آیات سے استنباط کرتا ہوں وہ حج کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کو رؤیا میں جو وعدہ تھا وہ وعدہ حج کا تھا۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف اور کیفیات وغیرہ تو حج کے مناسک تھے اور جب یہ رؤیا پوری ہوئی تو حج ہی کی صورت میں پوری ہوئی۔ پس اللہ کے نزدیک یہ حج کا وعدہ تھا عمرے کا وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے اگر اس راہ میں روک ڈالی گئی تو خدائی وعدے حج میں روک ڈالی گئی اور آنحضرت ﷺ وہ حج ادا نہ کر سکے جو ہونا تھا۔ یہی وہ موقعہ ہے جس کے نتیجے میں خدا نے آنحضرت ﷺ کا حج قبول کیا اگرچہ حج نہیں ہوا تھا۔ تمام اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کا اعلان اسی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔ حضور نے فرمایا خیبر کی فتح کی بنیاد بھی اسی وقت پڑی تھی۔ طبری نے لکھا ہے جب حدیبیہ والی فتح سے صحابہ لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے خیبر ان کے ہاتھوں فتح کروادیا اور آنحضرت ﷺ نے اموال ان سب میں تقسیم کروائے جو حدیبیہ میں شامل ہوئے سوائے ایک صحابی ابو دجانہ بن سماک کے جو خیبر میں شامل نہ ہوئے۔ پس 'دُوْنَ ذٰلِکَ' میں خیبر بھی شامل ہونا چاہئے ۔اور اگر میں نے اسے پہلے شامل نہیں کیا تو وہ غلط ہے۔ خیبر بھی اس میں داخل ہے۔ لیکن ان باتوں کے علاوہ یہ بات سب کو مسلم ہے کہ خیبر کی بنیاد بھی چونکہ حدیبیہ میں ہی پڑی تھی اس لئے اصل فتح حدیبیہ ہی کی ہے۔ ابن زید اور ضحاک کے نزدیک فَتْحًا قَرِیْبًا سے مراد فتح خیبر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فرق کو مٹا دیتے ہیں اور آپ خیبر اور دوسرے بہت سے ملکوں کی فتوحات سے ملنے والے غنائم پر بھی اسے چسپاں کرتے ہیں۔ حضور نے وہ اقتباس پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس پر بات ختم ہو جاتی ہے اور مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔ (باقی)

کراچی میں قتل وغارت نوائے وقت کے مطابق مافیا گروپوں کا ہاتھ

سندھ کے داخلی امور کے بارے اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کے قیام کے باوجود کراچی میں مافیا گروپ نسلی جھگڑے کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور پچھلے سات ہفتوں کے دوران 230 افراد نسلی تشدد میں مارے جا چکے ہیں۔

اردو روزنامہ نوائے وقت کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ مافیا گروہ شہریوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں اور بیوپاریوں و دکانداروں کو تنگ کرتے ہیں اور لوگوں کو دہشت زدہ کرنے کیلئے جب چاہیں گولی چلا دیتے ہیں گروہوں کو قتل کیلئے کرایہ پر لیا جاتا ہے اور اس کیلئے وہ آسانی سے متحدہ قومی موومنٹ ایم کیو ایم (الطاف) اور مہاجر قومی موومنٹ (ایم کیو ایم حقیقی) میں رقابت کے سر مڑھ دیا جاتا ہے روزنامہ نے کہا کہ گروپ جو مافیا ہے خود کو ایم کیو ایم کے ورکر ظاہر کرتا ہے اور جائیداد ہتھیانے کیلئے لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ شکار لوگ عام طور پر کمزور مکان مالک ہوتے ہیں اس مافیا کی وارداتوں کو بھی ایم کیو ایم کے مخالف دھڑوں کی رقابت ظاہر کیا جاتا ہے۔

تاہم ڈرگ مافیا کراچی میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ نوائے وقت نے کہا کہ یہ مافیا ڈرگ اور ہتھیاروں کی سمگلنگ کیلئے شہر کے ساحلی علاقے استعمال کرتا ہے۔ وہاں امن کا قیام ان کی سرگرمیوں کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہوگا۔ اس لئے مافیا ایم کیو ایم کو ہتھیاروں کی سپلائی برابر جاری رکھتا ہے۔

☆۔ یو این آئی کی 29 جولائی کی خبروں کے مطابق ان دنوں آسام کے دریاؤں کا پانی خطرے کے نشان سے اوپر بہہ رہا ہے سیلاب سے اب تک صوبہ میں 35 افراد مر چکے ہیں۔

☆ ہانگ کانگ کی 29 جولائی کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ جنوب مشرقی چین میں ایک ٹرین کے گیس ڈبے میں ہوئے دھماکوں سے 80 افراد ہلاک ہو گئے ہیں یہ دھماکے اس وقت ہوئے جب یہ ٹرین ایک سرنگ سے گذر رہی تھی دھماکوں سے سرنگ گر پڑی جس سے یہ نقصان ہوا۔ ایک کے بعد ایک جب یہ دھماکے ہونے لگے اس وقت ٹرین 800 میٹر لمبی سرنگ سے گزر رہی تھی۔

ولادت

19 جون کو خاکسار کے ہاں ایک لڑکی تولد ہوئی ہے اس کی صحت و تندرستی درازی عمر نیک خادم دین بننے نیز اہلیہ و بہن بھائیوں اور والدین کی دینی ودنیاوی ترقیات کیلئے درخواست دعا ہے۔ (مظفر احمد کنانور کیرلہ)

دعاؤں کے طالب:
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

©: CITY-SHOWROOM: 27-2185/26-9893 WAREHOUSE: 343- 4006/4137 RESIDENCE: 26-2096/4696/27-8749 FAX: 91-33-27-1027

خطبہ جمعہ

ایسے دن یا سال آنے والے ہیں جبکہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں انسان جماعت میں داخل ہوں گے

وہ صادق بننے کی کوشش کریں جن کے لئے خدا تقدیر کو حرکت دیتا ہے اور وہ انسانی تدبیروں پہ غالب آجایا کرتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم مئی ۱۹۹۸ء بمطابق یکم ہجرت ۷۷ ۱۳ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، برسلز (بیلجئیم)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹)

یہ وہ آیت ہے جو گزشتہ خطبے میں میں نے تلاوت کی تھی اور اسی آیت کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے ابھی باقی تھے جو پڑھ کر سنائے نہ جاسکے تو میں نے گزشتہ خطبے میں اعلان کیا تھا کہ یہی مضمون آئندہ خطبے میں بھی جاری رہے گا اور جب تک ان تمام اقتباسات کا مضمون جماعت کو سمجھا نہ دیا جائے ہم دوسرے مضمون میں داخل نہیں ہونگے۔ تو آج پھر یہیں سے میں بات شروع کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کر جاتی ہے“۔ یہاں 'بیٹھتا ہے' فرمایا ہے جس کا مطلب ہے کہ براہ راست بعض نیکیوں کا اثر دوسرے انسان پر پڑتا ہے اور اس میں کسی گفتگو اور بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اگرچہ گفتگو بھی ہوتی ہے اور نیکی اور تقویٰ کا مضمون انسان راستبازوں سے ان کی گفتگو کے ذریعے بھی سیکھتا ہے لیکن یہاں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ ”بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے“۔ یہ امر واقعہ ہے اس کو ہم نے بہت تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ جب کسی نیک انسان کے پاس بیٹھو تو اس کے نیک خیالات دل پر اثر کر رہے ہوتے ہیں۔

بچپن میں اکثر صحابہ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے اور کئی ایسے صحابہ تھے جو خاموش رہا کرتے تھے اور ان کے پاس بیٹھنے سے دل میں نیکی ترقی کرتی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف دل کا رجحان بڑھتا تھا۔ تو یہ خاموشی بھی بولتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ مضمون بھی بیان فرماتے ہیں کہ جب پھر صدق والا باتیں کرتا ہے تو انسان ان سے بھی بہت فائدہ اٹھاتا ہے۔ پس ”جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کر جاتی ہے“۔ یہ بھی میں بارہا بیان کر چکا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالے سے بھی کہ آپ نے ایک شخص کو جس کے دل میں دہریانہ خیالات پیدا ہو رہے تھے نماز میں جگہ بدلنے اور بعض دوستوں سے پرہیز کی نصیحت فرمائی اور انہوں نے بعد میں عرض کیا کہ بالکل دل ٹھیک ہو گیا ہے۔ تو ایک بد خیال کا آدمی ضرور بد اثر کرتا ہے۔

فرماتے ہیں: ”اسی لئے حدیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تھدید پائی جاتی ہے“۔ صحبت بد سے جتنا دور بھاگو اتنا بہتر ہے۔ تھدید کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انذار ہے، ڈراوا ہے اگر تم بروں کی صحبت میں بیٹھنے سے باز نہ آئے تو لازماً تمہارا بد انجام ہو گا۔ ”اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا“۔ اس مضمون کو میں پہلے بھی کھول چکا ہوں کہ جہاں اہانت ہوتی ہو وہاں سے فی الفور اٹھ جاؤ۔ مگر یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ اہانت والی مجلس میں دوبارہ جانے کا بھی خیال ہو۔ یہ مضمون آگے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بھی کھول رہے ہیں، پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا اب بھی یہ بیان کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت ہی ضروری مضمون ہے اسے شدت کے ساتھ اور پورے خلوص کے ساتھ اپنی زندگی میں رائج کرنا چاہئے اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اصلاح کی بہت توفیق ملے گی۔

فرماتے ہیں: ”صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا ان میں ہی شریک ہوتا ہے اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے“۔ فرشتوں کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ یہ بھیجنا کیا معنے رکھتا ہے اس کی تفصیل میں یہاں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ کوئی ایسے روحانی وجود نہیں ہیں جو جسمانی بھی ہوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرتے ہوں۔ یہ بہت ہی لطیف مضامین ہیں جن کو سمجھنا عام انسان کے بس کی بات نہیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کی خاطر ایسی زبان استعمال فرمائی ہے جسے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے کوئی اوپر سے اتر کے نیچے آیا ہے کسی مجلس میں آکے بیٹھ گیا ہے فرشتے اس قسم کی حرکت تو نہیں کرتے اور یہ مضمون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دوسری جگہ کھولا ہوا ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ لیکن ان لفظوں کو جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ سمجھتے ہوئے کہ حضور اکرمؐ کے الفاظ ہیں ان کے نتیجے میں جو دل پر اثر ہوتا ہے اسے سمجھیں۔ ظاہری منظر کی تفصیل میں اور وہموں میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب سنیں، ”وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے“۔ اب 'واپس جاتے ہیں' کی تشریح اسلئے ضروری تھی کہ خدا تو وہاں بھی ہے جہاں پاک لوگ ہیں۔ خدا تعالیٰ کو تو ان سب باتوں کا علم ہے جو وہاں ہو رہی ہیں تو واپس کہاں جاتے ہیں۔ یہ صرف ایک نظارہ ہے جسے انسان بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے ان کا صعود بھی وہیں ہوتا ہے جہاں وہ مجلس ہو اور روحانی صعود ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف حرکت کرتا ہے جو وہیں موجود ہوتا ہے۔ بہر حال اب اس تشریح کے بعد اس کو سنیں بہت ہی دلچسپ اور بہت ہی دل پہ گہرا اثر کرنے والی نصیحت ہے۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا یعنی ایک شخص ایسا تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى

جَلِیسُہُم ۔ کہ یہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ساتھی محروم اور بدبخت نہیں رہ سکتا"۔ کتنی عظیم الشان خوشخبری ہے۔ ایک انسان اگر براہ راست صحبت سے استفادے کا فیصلہ نہ بھی کرے، یہ نیّت لے کر نہ بھی بیٹھے ویسے ہی چلتا ہوا تھک کر کسی ایسی صحبت میں بیٹھ جائے اس کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔ غرض **نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں**"۔ نفس مطمئنہ وہ نفس ہے جو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر راضی ہو چکا ہو اور یہ جو ہے اللہ کے ذکر سے اطمینان پانا اس کی ایک یہ صورت ہے کہ ان لوگوں کے پاس بیٹھو جو مجسّم ذکر ہو چکے ہوں اور نفس مطمئنہ رکھتے ہوں۔ ان کے دل میں کسی اور طرف رخ کرنے کی کوئی خلش نہیں ہوتی، صرف اللہ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور خدا ہی کی ذات میں رہتے ہیں۔ فرمایا، "نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں"۔ وہاں جا کے ان کو سکون ملتا ہے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور دل اطمینان پا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک تجربہ ہے جو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں کو ہوا ہوگا کہ اطمینان یافتہ آدمی کے پاس پہنچ کر دل پہ گہرا سکون طاری ہو جاتا ہے۔

"لاّرہ والے میں نفس لاّرہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس کا دل ہر وقت اس کو بدیوں کی تحریک کر رہا ہو اس کے پاس بیٹھو گے تو تمہارے دل میں بھی بدیوں کی تحریکیں شروع ہو جائیں گی۔ "اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں"۔ جس شخص کے پاس بیٹھو اگر اس کا نفس بار بار اس کو اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کرتا ہے تو جو پاس بیٹھتا ہے وہ یہ محسوس کرے گا کہ اس کے دل میں بھی اپنی کمزوریوں اور بدیوں پر ملامت کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ "اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے"۔ اس سے پہلے اگرچہ نفس مطمئنہ کا ذکر گزر چکا ہے مگر اب چونکہ تدریج میں ذکر فرما رہے ہیں اس لئے آخر پر پھر نفس مطمئنہ کا ذکر ضروری تھا۔

پھر فرماتے ہیں، "صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے بہت سے لوگ جو دور بیٹھے رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اس وقت فرصت نہیں ہے بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو پالیں اور اس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں"۔ یعنی دُور کی بیعتؐ ان معنوں میں کہ بیعت کی اور دُور ہی بیٹھے رہے اس کے نتیجے میں فلاح نصیب نہیں ہو سکتی۔

اب جو زمانہ آگیا ہے اس میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کروڑ سے بہت آگے بڑھ چکی ہے **اور ایسے دن آنے والے ہیں جبکہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں انسان جماعت میں داخل ہونگے۔** تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ سارے یہاں آجائیں۔ اس چھوٹی سی مسجد میں یا کسی بڑی مسجد میں بھی میں بیٹھا ہوں ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو شخص نمائندگی کر رہا ہو، جب بھی کر رہا ہو ساری دنیا کے کروڑ ہا لوگ ان کے پاس پہنچ جائیں اور اگر نہ پہنچیں تو ان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فتویٰ صادر ہو جائے کہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے ہمیں عطا فرما دی ہے اور دور بیٹھنے والوں کو بالکل یہی احساس ہوتا ہے کہ گویا وہ اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چاہے دنیا کے کسی کونے میں بس رہے ہوں ان کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑتا ہے مجلس کا کہ ان کو خیال بھی نہیں گزر رہا ہوتا کہ وہ کہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل ہمارے اندر، بیچ میں اسی احساس کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں جس طرح آپ یہاں ایک احساس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

بہت سے خطوط مجھے ملتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ایسی صورت میں اپنے سے بالکل کھوئے جاتے ہیں یہاں تک کہ چھوٹے بچے ہیں وہ تو اٹھ اٹھ کر ٹی وی کی سکرین کو انگلیاں لگاتے ہیں۔ ایک بچی نے لکھا کہ مجھے امی نے ساری بات سمجھائی کہ الیس اللہ بکاف عبدہ کا کیا مطلب ہے۔ اور یہ انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی جو آپ پہنتے ہیں اس کا قصہ بھی سنایا تو کہتی ہیں مجھے بے اختیار جب آپ کا ہاتھ انگوٹھی والا نظر آیا تو دوڑ کے گئی اور سکرین پر منہ لگا دیا کہ اس انگوٹھی کو چوموں۔ اب یہ بناوٹی باتیں نہیں ہیں۔ یہ محبت کے بے انتہا اور غیر اختیاری مظاہر ہیں جو جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ پس یہ خیال دل میں پیدا ہونا کہ دُور بیٹھے اب کیا کریں گے۔ **اگر دُور بیٹھے لوگ ٹیلی ویژن پر کم سے کم خطبہ سننے کا اہتمام کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ مراد پوری ہو جاتی ہے کہ وہ آئیں اور صحبت سے فیض یافتہ ہوں۔**

فرمایا: "ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں"۔ کہ خدا بھی چاہو اور دنیا بھی چاہو یہ محض خیال ہے۔ محال ہے، ناممکن ہے اور جنون ہے۔ پس یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں۔ اگر خدا چاہتے ہو تو خدا چاہنے کے لئے جو تقاضے ہیں وہ تقاضے پورے کرو۔ اگر دنیا چاہتے ہو تو دنیا کی طرف منہ کر لو مگر یہ بین بین کا رستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا چاہتے ہوئے خدا چاہتے ہو تو پھر لازماً رفتہ رفتہ دنیا سے دور ہٹنا اور خدا کی طرف آگے بڑھنا لازم ہوگا۔ فرماتے ہیں: "دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دین داری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ ہم نے بار ہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں، فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جو مضمون بیان فرما رہے ہیں یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جبکہ احمدیت کا آغاز تھا اور لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت کا پورا احساس نہیں تھا۔ دور بیٹھے کبھی طاعون کے اثر سے، کبھی کوئی اور نشان دیکھ کر بیعت تو کر لی مگر دل میں وہ غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا نہ ہو سکی جس کے نتیجے میں بے اختیار وہ کشاں کشاں قادیان کی طرف چلے آئیں۔ ایسے لوگوں کی بے اعتنائی کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو افسوس فرمایا ہے آج آپ لوگ اس بے وقوفی میں مبتلا نہ ہوں کہ آج کے لوگ نئے آنے والے پہلوں سے بہت بہتر ہیں اور یہ ہمارے زمانے کی پہلے زمانوں پر ایک فضیلت ہے۔ اگر بہتر ہیں تو وہ درد جو مسیح موعودؑ کے دل میں اُس وقت پیدا ہوا ہے جب تقریر فرما رہے تھے، وہ درد ہے جو خدا نے قبول فرمایا ہے۔ پس سو فیصدی ہم آپ ہی کی جوتیوں کے غلام ہیں اور آج جو حیرت انگیز معجزے دیکھ رہے ہیں یہ ان دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اس بات کو اگر کوئی شخص بھلا دے تو انتہائی بے وقوف ہوگا اور وہ بالکل غلط اور باطل خیالات میں مبتلا ہو کر اپنا دین کھو سکتا ہے۔

فرماتے ہیں: "جو میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں"۔ یعنی ایسے بھی لوگ ہونگے جو متقی اور پرہیزگار ہیں مگر دور بیٹھے ہیں اور اپنے ہی تقویٰ میں گم ہیں۔ "مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے"۔ عملی تکمیل، علمی تکمیل کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ مضمون ہے جو ذرا ٹھہر کر سمجھانے والا ہے۔ فرمایا "پس تکمیلِ عملی بدوں تکمیلِ علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بار بار خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے"۔ یہ مراد ہے۔ "اس کی وجہ کیا ہے یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس اگر تم واقعی اس سلسلے کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردّی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے"۔

(الحکم جلد نمبر ۳۱، ۲۴؍ اگست ۱۹۰۲ء)

اب میں دوبارہ اس حصے کو لیتا ہوں جس کے متعلق میں نے کہا تھا ٹھہر کر سمجھانے والی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا مقام اور مرتبہ یہ تھا کہ بغیر علم عطا کئے بھی تزکیہ نفس فرماتے تھے۔ اور وہی تزکیہ نفس کا مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی جاری ہوا۔ پس آپ کی تحریر کا پہلا حصہ اس سے متعلق ہے جہاں پاس بیٹھنے والے پر اثر پڑ رہا ہے، بغیر گفتگو کے اثر پڑ رہا ہے اس

ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
﴿منجانب﴾
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 ٹینگولین کلکتہ 700001
دکان-1652-248 ،248-5222
رہائش-0794-243، 27-0471

مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھولے نہیں ہیں۔ یہ بظاہر خیال پیدا ہو کہ علمی تکمیل ہی کو آپ اہمیت دے رہے ہیں۔

سب سے پہلی بات آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ **نیک کی صحبت اختیار کرو تو بغیر گفتگو کے بھی تمہارے دل میں نیکی سرایت کر جائے گی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض ہے جو آج تک جاری ہے۔** پہلے رسولوں میں یہ بات سنی نہیں تھی۔ تھی تو کم کم ہو گی۔ مگر خصوصیت سے اس کا ذکر نہیں ملتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیت اور امتیاز بخشا ہے اگر یہ آپ تک ہی ٹھہر جاتا تو تمام آنے والے زمانوں کو آپ کا فیض کیسے پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے یہ فیض صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہی نہیں پہنچا بلکہ کثرت کے ساتھ جو آپ مشاہدہ کرتے ہیں کہ دل کی نیکی دل پر اثر کر جاتی ہے یہ وہی فیض ہے اور عام ہو چکا ہے۔ اس بات کو اب تفصیل سے بیان کرنے کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علم کی ضرورت بھی بیان فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا 'وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ کہ محمد رسول اللہ تزکیہ نفس کے بعد تعلیم کتاب اور کتاب کی حکمتیں بھی بیان فرماتے ہیں۔

اب یہ مضمون جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع فرمایا ہے کہتے ہیں تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک علوم میں انسان ترقی نہ کرے اس کا نفس ان اعمال پر تیار نہیں ہوتا جو اعمال علوم کے نتیجے میں خود بخود ظاہر ہونے چاہئیں۔ فرمایا تم نیک عمل کیسے بنو گے اگر وہ علوم حاصل نہیں کئے جن کے نتیجے میں کوئی عمل بھی عطا ہوا کرتا ہے۔ اگر علم سچا ہو اور واقعۃً انسان کو نصیب ہو جائے تو اس علم کے بعد ایک عمل لازم ہو جایا کرتا ہے۔ یہ حکمت کی بات ہے جو سمجھانے والی ہے۔ آپ کو کسی چیز کے متعلق علم ہے کہ یہ میری صحت کے لئے اچھی ہے تو آپ اسے پرے نہیں پھینکیں گے۔ آپ کا عمل آپ کے علم کی سچائی کو اس طرح ظاہر کرے گا کہ آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تمام انسانی جدوجہد علم کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ جب یہ علم ہو کہ ایک چیز ہمارے لئے بری ہے تو لازماً خود انسان اس سے پیچھے ہٹنے لگ جاتا ہے۔ پس عمل کی تکمیل، علم کی تکمیل کے ساتھ وابستہ ہے اور ہر علم ترقی کرتا ہے اور جوں جوں علم ترقی کرتا ہے ساتھ ساتھ عمل بھی ترقی کرتا ہے۔ یہ حکمت کی بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرما رہے ہیں "پس تکمیلِ عملی بدوں تکمیلِ علمی کے محال ہے"، ناممکن ہے۔

"اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے"۔ اب 'یہاں آکر نہیں رہتے' کا جواب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کے ذریعہ دے دیا ہے۔ فرماتے ہیں "بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے"۔ یہ اب بھی ہوتا ہے اور ہر ایسے سائل کو میں جواب دیتا ہوں کہ آپ اگر ایم ٹی اے پر ایسے پروگراموں کا مطالعہ کرتے جن میں علمی سوالات کے جواب دئے گئے ہیں تو اتنی کثرت کے ساتھ مختلف سوالات کے ہر پہلو پر، مختلف وقتوں میں بحث کی گئی ہے کہ اس کثرت کو دیکھ کر ڈر آتا ہے کہ اس سارے کو لوگ کیسے سن سکیں گے۔ لیکن جب بھی سنیں گے، جتنا بھی سنیں گے وہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیران ہونگے کہ کسی دشمن کا کوئی بھی اعتراض باقی نہیں رہا جس کے ہر پہلو سے متعلق کوئی بات نہ ہو چکی ہو۔

تو پھر خطوں کے ذریعہ مجھے پوچھتے ہیں کہ ہمیں لکھ کر بتاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ میرے لئے یہ تو بالکل ممکن نہیں ہے کہ میں آپ کے خط کے جواب میں دس ہزار صفحے کی ایک کتاب بھیج دوں اور نئی لکھواؤں۔ وہ باتیں جو اکٹھی کی گئی ہیں اگر واقعۃً ان کو تفصیل سے ساری مجالس کو، ان میں درس قرآن بھی شامل ہے اس میں بھی بہت سے نکات بیان ہوتے ہیں، اس میں ہر قسم کے پروگرام شامل ہیں یہاں تک کہ بچوں کے پروگرام بھی شامل ہیں، ان کو اگر اکٹھا کر کے لکھو تو واقعی کم از کم دس ہزار صفحے کی کتاب بنے گی۔ تو کیسے ممکن ہے۔ عجیب سوال کرتے ہیں۔ لاعلمی ہے تو اتنی لاعلمی ہے کہ پتہ ہی نہیں کہ ان سب باتوں کا جواب آچکا ہے۔ کوئی پاکستان سے لکھ رہا ہے بچہ، سیالکوٹ کے کسی گاؤں سے کہ مجھے ان سوالات کے جوابات اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجیں اور وہ سوالات ایسے ہیں جن میں واقعۃً کم سے کم ایک ہزار صفحے کا خط مجھے لکھنا پڑے گا یا لکھوانا پڑے گا۔ تو یہ بچگانہ باتیں چھوڑ دیں۔ عقل سے کام لیں۔ سارا مواد موجود ہے اور جس کو یہ بھی علم نہیں اس کی تکمیل عملی کیسے ہو گی۔ اس لئے جماعتوں میں اس علم کو شہرہ دینا ضروری ہے۔ **کثرت کے ساتھ اس علم کا انتشار کریں اور سب کو بتائیں کہ ہر قسم کے اعتراضات کے جواب ہیں۔** صرف ان کو اپنی جماعت کے متعلقہ شعبے کو یہ لکھنا ہے کہ ہمارے یہ سوالات ہیں ان کے جواب کہاں ملیں گے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ شعبہ ان کو بتا سکتا ہے۔ اور یہ خیال نہ کریں کہ ایک مضمون کی ایک کیسٹ میں وہ ساری باتیں آجائیں گی۔ اس لئے کم سے کم بیس، تیس، چالیس، پچاس کیسٹس ایسی ہونگی جن میں تفصیل موجود ہے اور ہر کیسٹ میں کچھ نہ کچھ نئی باتیں ہیں۔ پس اس کے لئے اپنی توفیق کے مطابق وقت زیادہ ہو تو زیادہ، کم ہو تو کم توجہ کریں اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہر قسم کے اعتراضات کے جواب دینے کی آپ کو مہارت نصیب ہو جائے گی۔

"بارہا خطوط آتے ہیں"۔ یہ مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ ہیں "کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔ پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے"۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ صدق صرف سچ بولنے کا نام نہیں۔ اسلامی اصطلاح میں جس کو صادق کہا جاتا ہے وہ سچ بولنے سے بہت زیادہ آگے اور وسیع اصطلاح ہے۔

"صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے۔ یہ بات تو بہت سے ہندوؤں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے"۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ہم کئی دفعہ ایسے ہندوؤں سے ملتے ہیں۔ میں خود بھی مل چکا ہوں۔ اور دہریہ مغربی لوگوں سے مل چکا ہوں جن میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ زبان سے جھوٹ نہیں بولتے۔ "صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اسکی ہر حرکات وسکنات وقول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں"۔ یعنی سچائی کی باتیں جب وہ کرتا ہے، سچی باتیں کرتا ہے مگر جب وہ سچی باتیں کرتا ہے تو وہ ساری سچی باتیں اسکے عمل میں نہیں ڈھلتیں۔ یہ فرق ہے مومن صادق اور غیر مومن صادق کا۔ جو غیر مومن سچ بولنے والا ہے وہ ہزار سچ بولے لیکن دل میں خود بخود جانتا ہے کہ میرے لئے اس پر عمل مشکل ہے اور میں نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میری ایسی مجالس میں واضح طور پر اقرار کرتے ہیں کہ بالکل ٹھیک کہا ہے یہی اسلام کی تعلیم ہونی چاہئے۔ مگر ان کے چہروں سے دکھائی دیتا ہے کہ وہ عمل نہیں کر سکیں گے۔

تو یہ صدق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ "مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات وسکنات وقول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہے"۔ یہ مکمل سچائی بن چکا ہے "اور اس صدق

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ یہ دوسرا پہلو میں نے پہلے بھی کھول کر بیان کر دیا تھا اسلئے مزید تفصیل میں میں نہیں جاتا۔ یہ سمجھاتا ہوں کہ یہ **صدق کوئی چھپی رہنے والی بات نہیں ہے جس کو یہ صدق نصیب ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ اس کی تائید میں نشانات نہ ظاہر فرمائے اور اللہ تعالیٰ جو نشانات ظاہر فرماتا ہے وہ دنیا دیکھتی ہے اور دیکھ سکتی ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کو خدا تعالیٰ آئندہ کی خوشخبریاں دیتا ہے، دشمنوں کے ارادوں سے متنبہ فرماتا ہے۔** یہی نہیں سینکڑوں ہزاروں اور طریق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے صادق بندے سے ایسا تعلق رکھتا ہے جو تعلق بولتا ہے، دل سے اچھلتا ہے اور اس کے ماحول میں پھیل جاتا ہے اور لوگ اس خدا کے تعلق کی وجہ سے جانچ سکتے ہیں کہ یہ صادق ہے۔

"اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں"۔ خوارق سے مراد یہ ہے کہ عام نشانات نہیں بلکہ ایسے نشانات جو روزمرہ کے قانون سے ہٹ کر دکھائی دیتے ہیں، اتنے غیر معمولی ہوتے ہیں کہ کوئی آدمی جو تعصب سے پاک ہو وہ ان کا انکار کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے خوارق کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو عطا ہوئے اور ایسے خوارق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا ہوئے۔ مثلاً پاگل کتے کا کاٹے ہوئے کا جو عبدالکریم پر اثر تھا اور ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ اس کا کوئی علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ جب، وہ پاگل پن عود کر آیا، دوبارہ حملہ کیا تو چوٹی کے ڈاکٹروں نے جو اس فن کے ماہر تھے یہ تار بھیجا کہ کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ "Nothing can be done for Abdul Karim"۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ عبدالکریم ٹھیک ہو جائے گا۔ آج تک اس عبدالکریم کی نسل حیدر آباد دکن میں موجود ہے اور بہت کثرت سے پھیل چکی ہے۔ ان میں سے ہر ایک زندہ گواہ بن گیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں خوارق کا ظہور۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خوارق کو صرف اپنے لئے خاص نہیں فرما رہے۔ یہ ہے جو خوشخبری ہے۔ فرمایا تم صادق بنو اور دیکھو کہ تمہاری تائید میں بھی خدا تعالیٰ خوارق دکھائے گا اور ان خوارق کے نمونے میں بھی احمدیوں میں دیکھتا رہتا ہوں۔ واقعۃً بہت سے احمدی ایسے ہیں جن کی تائید میں اللہ تعالیٰ خارق عادت معجزے دکھاتا چلا جا رہا ہے اور یہ دنیا میں پھیلے پڑے ہیں۔ پس اس وجہ سے **وہ صادق بننے کی کوشش کریں جن کے لئے خدا تقدیر کو حرکت دیتا ہے اور وہ انسانی تدبیروں پر غالب آجایا کرتی ہے۔** اگر ایسے صادق بن جائیں گے تو پھر دیکھیں تو سہی کہ دنیا میں احمدیت کس شان کے ساتھ پھیلتی اور کیسے کیسے دنیا کی اصلاح کرتی ہے۔ کتنے عظیم الشان فوائد احمدیت سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: **"چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات، افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے صحت نیت، پاک ارادے اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا تو یقین کامل ہے کہ اگر وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوا کرتا ہے"۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بہت سے دہریوں کو شفا بخشی مگر ان کو جو پاس آئے اور کچھ دیر ٹھہرے اور خدا نمائی کے نشان دیکھے۔ لیکن جو آئے اور گزر گئے ان کی اصلاح تو نہیں ہو سکتی تھی، نہ ہی ان کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ ٹھہر کر تازہ بتازہ، نَو بہ نَو نشانات کا خود مشاہدہ کر سکیں۔ فرمایا پاک ارادے، نیت صاف ہونی ضروری ہے۔

"اور مستقیم جستجو"۔ "مستقیم جستجو" ایک بہت ہی پیارا محاورہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایجاد فرمایا ہے۔ فرمایا جستجو سرسری بھی تو ہو جاتی ہے۔ دیکھا، کوئی چیز نہیں ملی، چلے گئے کہ کوئی بھی نہیں ہے۔ لیکن ایک چیز کا کھوج لگانے کے لئے جس طرح پولیس بعض دفعہ قتل کے نشانات ڈھونڈتی ہے اس کو کہتے ہیں مستقیم جستجو۔ وہ چھوڑتے نہیں اس بات کو۔ خالی میدان دکھائی دے رہا ہے وہاں کوئی بھی نشان نہیں، گھاس کی پتی پتی کو بڑی استقامت کے ساتھ الٹ کے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ہزارہا آدمی پولیس کے ساتھ اس مستقیم جستجو میں شامل ہو جاتے ہیں اور بالآخر وہ پھل لاتی ہے۔ ایک مچھلی پکڑنے والا بعض دفعہ سارا دن وہاں بیٹھا رہتا ہے اس کو جستجو ہے کہ مچھلی ہاتھ آئے اور بعض دفعہ ایک دن، دو دن، تین دن کے بعد بہت بڑی مچھلی پکڑ لیتا ہے اور وہ ساری زندگی فخر سے دکھاتا پھرتا ہے کہ یہ اتنی بڑی مچھلی میں نے پکڑی تھی۔ وہ مچھلی تو نہیں دکھا سکتا مگر اس کا ڈھانچہ بنا کر دیواروں پہ سجا لیتا ہے۔ پس اس کو مستقیم جستجو کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ پاک ارادہ ہو تو پھر جستجو بھی مستقیم ہو۔ میں جو کہتا ہوں کہ خدا مجھے نشان دکھاتا ہے تو ایک مچھلی پکڑنے والے، ایک نشان تلاش کرنے والی پولیس سے زیادہ خدا کی قیمت اس کے دل میں ہونی چاہئے۔ اتنے بڑے وجود کی باتیں میں کر رہا ہوں اور آیا اور چلا گیا یہ تو بڑی بے وقوفی ہے۔ تو بیٹھا رہے، دیکھتا رہے، غور کرے کہ کون سا نشان ظاہر ہو رہا ہے۔ جب وہ غور کی آنکھ کے ساتھ دیکھے گا تو اس کو کثرت سے نشان دکھائی دینے لگیں گے۔ "تو یقین کامل ہے کہ وہ دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا کیونکہ صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے"۔ وہ اس وجود میں اللہ کو دیکھ لیتا ہے۔

"اِنسان اصل میں اُنسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ"۔ اُنس کہتے ہیں پیار کو، مجھے اس سے اُنس ہے۔ تو فرمایا لفظ انسان دراصل اُنسان تھا جو کثرت استعمال سے اِنسان میں بدل گیا۔ یہ عربی کا قاعدہ ہے کہ کثرت استعمال کے ساتھ جو مشکل حرکات ہیں وہ آسان حرکات میں بدلتی رہتی ہیں۔ سب سے آسان حرکت زیر کی حرکت ہے۔ اُنس میں جو پیش کی حرکت ہے یہ سب سے مشکل ہے، اس کے بعد زبر کی حرکت، اس سے کم مشکل پھر زیر کی حرکت سب سے آسان۔ تو یہ لفظ دراصل اُنس تھا جو اِنسان میں تبدیل ہو گیا لیکن معنے وہی رکھتا ہے دو محبتوں کا مجموعہ۔

"ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔ چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا ہوا دیکھتا ہے اور اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے"۔ فطرت میں تو اللہ کا اُنس بھی ہے اور بندوں کا اُنس بھی ہے لیکن اللہ ہر شخص کو قریب دکھائی نہیں دے سکتا۔ مگر فرمایا انسان جو اپنی جنس کا ہے اس کو انسان فوراً دیکھتا ہے اور اپنے ہم جنس ہونے کی وجہ سے اس سے متاثر ہوتا ہے۔ پس جو بھی چیز قریب ہے۔ وہ ضرور اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور جو دُور ہے وہ رفتہ رفتہ اپنا اثر کھو دیتی ہے یا اثر ہے تو واضح طور پر محسوس نہیں ہوتا۔ پنجابی میں لوگ کہتے ہیں نہایت بے ہودہ مثال ہے کہ "خدا نیڑے کہ گھسُن" تم جو خدا سے ڈرتے پھرتے ہو دیکھو نزدیک کیا ہے۔ مکا نزدیک ہے یا اللہ نزدیک ہے۔ تو بڑی جاہلانہ بات ہے مگر اس بات میں بھی صداقت ضرور ہے۔ کیونکہ آج پاکستان میں اکثر لوگ جو ہمیں دکھائی دے رہے ہیں یا دوسرے ممالک میں وہ گھسُن سے ڈرتے ہیں، اللہ سے نہیں ڈرتے۔ خواہ اللہ پر یقین بھی رکھتے ہوں۔

یہ مسئلہ ہے جو مسیح موعود بیان فرما رہے ہیں، "اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے اس لئے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے"۔ اب صادق کی معیت میں اگر وہ سچی معیت ہے تو جس وجود کو دیکھ رہا ہے وہ خدا نما ہوتا ہے وہاں نظر ٹھہر نہیں جاتی۔ یہ باتیں میں پہلے بھی کھول چکا ہوں کہ ایسے لوگ جو پیر پرستی کا رجحان رکھتے ہیں وہ صادق کی صحبت اختیار کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ ان کو صرف پیر ہی دکھائی دیتا ہے اور اگر وہ سچا تھا بھی تو خدا کی طرف اس کی انگلیاں نہیں اٹھ رہی ہوتیں۔ اگر اٹھتی ہیں تو یہ بیوقوف اپنی پیر پرستی کے رجحان کی وجہ سے ان کو دیکھ نہیں سکتا۔ تو وہاں جا کے نظر ٹھہر گئی جو مقصود نہیں ہے اس سے نظر اوپر اٹھنی چاہئے تھی تو دونوں کی سچی تعریف فرما دی۔ صادق بھی وہ جس کی معیت سے اسے وہ نور عطا ہو جو خدا دکھا دے اور طلبگار بھی مستقیم جستجو کے ساتھ طلب کرنے والا خدا کو اس وجود میں دیکھے نہ کہ صرف اس وجود پر

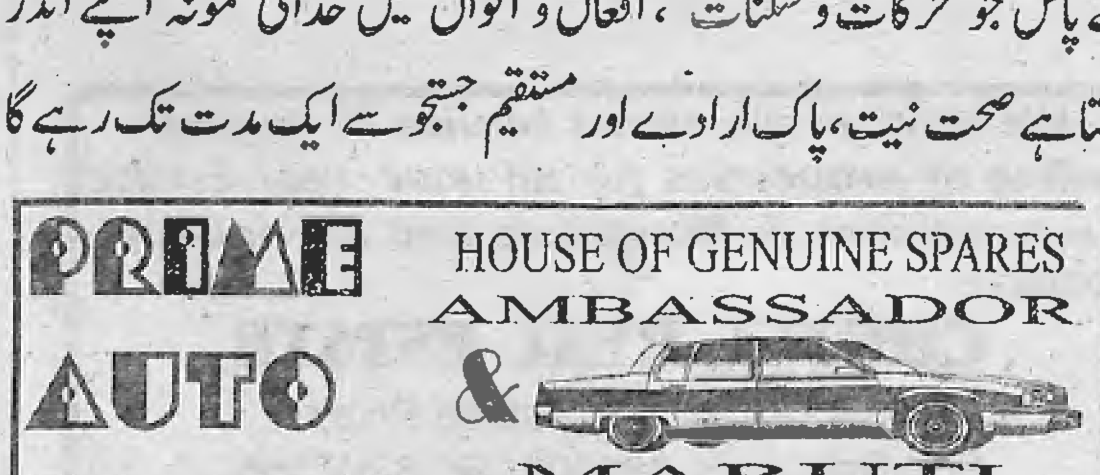

نظر ٹھہر جائے۔

فرمایا، "اور گناہوں سے بچ جاتا ہے"۔ (الحکم جلد نمبر ۴۴ ،۳۰ / نومبر ۱۹۰۱ء) اب گناہوں سے بچنے کا طریق کیا ہے۔ جب آپ دیکھ رہے ہیں ایک دیکھنے والے کو جو آپ کے حال سے باخبر ہے تو لازم ہے کہ آپ گناہوں سے بچیں۔ پھر فرمایا، "یادرکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور ببرکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے اور اس کا جزو بن جائے"۔ یہ عبارت مشکل عبارت ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض دفعہ ایسی اصطلاحیں استعمال فرمانے پر مجبور ہوتے ہیں جو تھوڑے لفظوں میں زیادہ بات لوگوں تک پہنچا سکیں۔ تو یہ عربی کے مشکل لفظ ہیں اور ایسے مشکل لفظ ہیں جو بسا اوقات علماء کے لئے بھی سمجھنا مشکل ہوتے ہیں اس لئے میں عرض کر دیتا ہوں کیا مطلب ہے۔

"وہ تقویٰ کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کی جاتی ہے"۔ پہلے تو یہ سوچنے والی بات ہے کہ تقویٰ کو مذکر بھی بیان فرمایا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور مؤنث بھی۔ تقویٰ جو حقیقی تقویٰ اور آخری تقویٰ ہے وہ مذکر ہی کہلاتا ہے۔ یعنی جو تقویٰ کی حالت ہے اصل تقویٰ نہیں اسے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مؤنث میں استعمال فرما رہے ہیں کیونکہ آغاز میں جو ترقی کے لئے تقویٰ ضروری ہوا کرتا ہے جیسا ھدی للمتقین فرمایا گیا یہ تقویٰ وہ تقویٰ نہیں ہے جو اس کوشش اور جدوجہد کے بعد نصیب ہوگا جو ابتدائی تقویٰ انسان کو عطا ہوتا ہے۔ یعنی جدوجہد اور کوشش ایک تقویٰ کی ابتدائی حالت کا نام ہے۔ پس اس حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ یہ ایک حالت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو تانیث میں بیان فرماتے ہیں۔

چنانچہ سچے تقویٰ میں تصنع ہو ہی نہیں سکتا۔ سچے تقویٰ میں تکلف کیسا۔ تو تکلف اور تصنع کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ قرآنی اصطلاح تقویٰ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ قرآنی اصطلاح اس تقویٰ کی بات ہو رہی ہے جو ایک حالت کا نام ہے جو تکلف اور تصنع سے اختیار کرنی پڑتی ہے تا کہ بالآخر اس کوشش کے نتیجے میں آخری تقویٰ نصیب ہو جائے۔ فرمایا اول حالت میں تصنع سے اختیار کی جاتی ہے۔ 'دوسرا رنگ پکڑے'۔ یہ دوسرا رنگ، ہے جس میں اصل راز چھپا ہوا ہے۔ یہ تکلف والا تقویٰ جب تک دوسرا رنگ نہ پکڑے۔ یعنی وہ تقویٰ کا رنگ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں ایک مذکر کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اردو میں بھی ہم ہمیشہ مذکر ہی استعمال کرتے ہیں، جب تک یہ ابتدائی حالت اُس حالت میں تبدیل نہیں ہو جاتی جو تقویٰ کا دوسرا رنگ ہے اس وقت تک یہ جدوجہد جاری رہنی چاہئے۔

"اور ببرکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین طبیعت میں داخل ہو جائے"۔ یہ جو دوسرا رنگ ہے اس کو طبیعت میں داخل کرنے کے لئے صادقین کی توجہ ضروری ہوا کرتی ہے۔ "جذبہ کاملین" اور جو کامل لوگ ہیں ان کا جذبہ ہے جس کے نتیجے میں یہ دوسرا رنگ دل پر نقش ہو جاتا ہے اور دل پر قبضہ جما لیتا ہے۔ یہ صادقوں کی برکت اور کاملین کے جذبے کی وجہ سے ہے۔ اب یہاں جذبہ کیسا؟ کاملین جب ایسے شخص کو جدوجہد میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ایک غیر معمولی محبت کا جذبہ ان کے لئے اٹھتا ہے ان کے فکر میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہی جذبہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں ہمیں صحابہ میں کارفرماد کھائی دیتا ہے۔ اور بکثرت احادیث میں گواہیاں موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی کی ابتدائی حالت دیکھ کر اس پہ رحم فرمایا کرتے تھے اور دعا کیا کرتے تھے، تمنا کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ سے اعلیٰ حالتوں کی طرف منتقل ہو۔

یہ وہ جذبہ کاملین ہے جو 'طبیعت میں داخل ہو جائے'۔ جب تک داخل نہ ہو جائے، اس کا جزو نہ بن جائے اس وقت تک ایسے سالک کو امن سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ اس کے بعد پھر کیا ہوگا۔ "اور وہ مشکوٰتی نور دل میں پیدا ہو جاوے"۔ وہ مشکوٰۃ جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے مَثَلُ نُورِہٖ اسی مشکوٰۃ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یاد رکھو وہ نور ہیں جس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ یہ ایک مشکوٰۃ کی طرح ہے جس میں اللہ کا نور چمک رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے"۔ اب دیکھیں زبان مشکل لیکن مضمون کتنا حقیقی اور یقینی اور واضح، اپنی ذات میں واضح ہونا چاہئے مگر سمجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوٹے لفظوں میں بیان کرنے کی خاطر یہ اصطلاحیں بیان فرمانی پڑتی ہیں۔

یہ مشکوٰتی نور کیسے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ "جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے"۔ عبد کو اپنے رب سے اگر بہت گہرا تعلق ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ عبد کامل اور اللہ الرّب۔ تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کا نور عبد کے دل میں منتقل نہ ہو جائے۔ تو نوروں کے حصول کے رستے دکھا دیئے ہیں ورنہ دور کی باتیں تھیں۔ اب دیکھو کتنا ان باتوں سے انسان حقائق کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ "جس کو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں"۔ یہ جو کیفیت ہے کہ دل میں نور جاری ہو جائے اور عبد اور رب کا تعلق ہو جائے اس کیفیت کو جو تصوف والے لوگ ہیں وہ روح قدس بھی کہتے ہیں۔

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الروح القدس کی بات نہیں فرمائی ہے جو فرشتے کا نام ہے۔ فرمایا اس حالت کو تصوف والے لوگ روح قدس بیان کرتے ہیں کہ روح سچی ہو گئی اس شخص کی اپنی روح سچی ہو جاتی ہے۔ "جس کے پیدا ہونے کے بعد خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بری معلوم ہوتی ہے کہ جیسے وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں بری اور مکروہ ہے"۔ روح قدس کی تعریف یہ ہے کہ مزاج اتنا اللہ سے مل گیا کہ جس چیز کو اللہ برا دیکھتا ہے اس کو یہ بھی برا دیکھتا ہے اور طبیعت میں کتنی آسانی سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب تک گناہ مکروہ دکھائی نہ دے اور برا نظر نہ آئے اس وقت تک اس سے بچنے کی کوشش بڑا مشکل کام ہے۔ وہ لازماً اپنی طرف کھینچے گا۔ فرمایا اس روح کامل کے حصول کی کوشش کرو جو عبد سے اپنے رب کی سچی محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہو تو اگلا کام خدا کا کام ہے پھر تمہیں کسی کوشش سے اس مقام کو حاصل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، جو محبت کے نتیجے میں خود بخود حاصل ہو جائے گا اور ایک نور آسمان سے تمہارے دل پر اترے گا اور تمہاری فطرت کو پاک کر دے گا۔ اور فطرت کی پاکیزگی کا مطلب ہے اللہ قدوس ہے تو تم بھی قدوس ہو ایک جیسے ہو جاؤ اپنی چاہتوں میں، اپنی نفرتوں میں ایک جیسے ہو جاؤ۔

"وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں بری اور مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق و مالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھ کر فنا نظری کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے"۔ یعنی جب یہ حالت پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا جو خالق و مالک حقیقی ہے دوسرے تمام وجود گویا نظر سے غائب ہو جاتے ہیں انکی حقیقت ہی کوئی نہیں رہتی، عدم میں ڈوب جاتے ہیں۔ یعنی دنیا موجود تو رہتی ہے لیکن ان کی اہمیت ایک ذرہ بھی نہیں رہتی کہ وہ خدا کے مقابل پر اس کو اہمیت دیں۔ وہ پھرتے ہیں سرسری نظر سے دنیا کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کے حسن کا بھی ملاحظہ کرتے ہیں مگر وہ حسن ان کو اپنی جانب نہیں کھینچ سکتا کہ خدا سے ہٹ کر مل جائیں۔

ابھی مضمون باقی ہے اور وقت ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ اسی مضمون سے آئندہ شروع کریں گے اور پھر اگلی آیات۔

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

طالب دعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

قسط دوم آخری

نشان کسوف و خسوف سائنس کی روشنی میں

مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ علم الافلاک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی موجود تھا اور اس علم میں مہارت رکھنے والے مہینوں پہلے گرہنوں کی اطلاع دے دیا کرتے تھے۔ اس میں اعجاز کی کوئی بات نہ تھی۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ کسوف و خسوف کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمائی تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ سائنسدان نیوٹن نے سترھویں صدی عیسوی میں قانون کشش ثقل (Law of gravitation) معلوم کیا تھا۔ اس سے پہلے علم ہیئت کے باریک حسابات ممکن نہ تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ گرہن کے نشان قانون نیچر کے خلاف کوئی معجزہ ہیں بلکہ اس کے برعکس آپ یہ تحریر فرماتے ہیں:-

"اور یہ کہنا کہ سنت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دوسرا شریک نہ ہو"۔

(ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۱)

تیسری بات یہ ہے کہ گرہن کی تاریخوں کا اس بات سے تعلق ہے کہ یکم رمضان کا چاند کس روز نظر آیا ۱۸۹۴ء کے رمضان کا چاند اگر ایک روز پہلے نظر آجاتا تھا تو گرہنوں کی تاریخیں ۱۴ اور ۲۹ بن جاتی تھیں۔ پہلی رات کے چاند کا نظر آنا چاند کے حرکات کے علاوہ مقام رؤیت کی فضا سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ڈاکٹر محمد الیاس صاحب کی کتاب Islamic calendar, Times And Qibla, Mohammad Ilyas, berita Publishing company, kuala lumpur (1984)

Border-line cases میں ہم قبل از وقت نہیں بتا سکتے کہ کس روز چاند نظر آئے گا۔ ۱۸۹۴ء کے رمضان کا چاند اس قسم کا Border-line case تھا کہ قبل از وقت قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ کس روز چاند نظر آئے گا خاکسار نے کلکتہ کے ادارے سے درخواست کی تھی کہ وہ گرہنوں کے بارے میں حسابات کر کے اپنے نتائج بھیجیں تو انہوں نے ۱۸۹۴ء (۱۳۱۱ھ) کے رمضان کے چاند کے متعلق یہ نوٹ لکھا کہ:

"Moon may have become visible one day earlier if metrological conditions were good"

(Review of Religions July 1987)

الغرض رمضان ۱۸۹۴ء - ۱۳۱۱ھ کے شروع ہونے سے قبل علیم ہیئت کے ماہرین بھی یہ قطعیت سے نہیں بتا سکتے تھے کہ گرہنوں کی تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ ہونے والی ہیں یا ۱۴ اور ۲۹۔ ہمارے پیارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہایت عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ نے صدیاں پہلے گرہنوں کی تاریخیں قطعیت سے بتادیں جو کہ سائنسدان ۱۸۹۴ء کے شروع میں بھی نہیں بتا سکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قرآن مجید میں فرماتا ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (التکویر آیت ۲۵)

یعنی وہ غیب کی خبریں بتانے میں ہرگز بخیل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو عالم الغیب نہیں تھے لیکن عالم الغیب خدا سے آپ کو نہایت قریبی تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ -

(الجن آیت ۲۷،۲۸)

یعنی اللہ ہی عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کیلئے پسند کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۶)

دوسرے مدعیان کے وقت میں ہونے والے کسوف و خسوف کے کوائف

بعض لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت سے ہمیں پچیس مدعیان مہدویت کے کوائف حاصل ہوئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہم نے ان مدعیان کے زمانہ میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کیا۔ گرہنوں کی انگریزی تاریخیں Professor T.R.Von Oppolzer کی کتاب Canon of Eclipses (Dover Publications, New York 1962) سے لی گئیں۔ انگریزی تاریخوں کو ہجری تاریخوں میں تبدیل کرنے کا کام محترم سلطان محمود انور صاحب سیکرٹری علیا کمیٹی ربوہ نے محترم حیدر علی ظفر صاحب کے ذریعہ کرا کے خاکسار کو ارسال فرمایا جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انہوں نے کتاب التوفیقات الالہامیہ از محمد مختار پاشا صاحب (جو ۱۳۱۱ھ میں مصر میں چھپی تھی) سے استفادہ فرمایا۔ اس کتاب میں رمضان کی جو تاریخیں دی گئی ہیں وہ صرف ایک موٹا اندازہ ہے کیونکہ رمضان کی تاریخوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ چاند کب نظر آیا تھا اور اس کیلئے باریک حساب ضروری ہیں۔ نیز مقام کے بدلنے سے تاریخیں بھی بدل سکتی ہیں۔ لہٰذا یہ Calculate کرنے کیلئے کہ مقام مدعی سے پہلی رمضان کا چاند کب نظر آیا تھا ہم نے ہیئت دان J.Meeus کی کتاب Tables of Moon and Sun Pub. les Imprimeries Compinoises, Bourg- leopold, Belgium سے استفادہ کیا۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب سے جو کوائف حاصل ہوئے۔ ان میں بعض مدعیان کے بارے میں سن ولادت۔ سن دعویٰ اور سن وفات تینوں معلوم ہیں۔ بعض کے بارے میں صرف سن دعویٰ معلوم ہے اور بعض کے بارے میں صرف سنہ وفات۔ جن مدعیان کی ولادت اور وفات کے سن معلوم ہیں ان کی ساری زندگی میں جس رمضان میں دونوں گرہن ہوئے ان کا مطالعہ کیا گیا۔ جن کے بارے میں صرف سن دعویٰ معلوم ہے ان کے دعویٰ کے بعد ۳۰ سال کے عرصہ تک ہونے والے رمضان کے گرہنوں کا مطالعہ کیا گیا اور جن کے بارے میں صرف سن وفات معلوم ہے اُن کی وفات سے قبل ۳۰ سال کے عرصہ تک ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کیا گیا۔ یہ معلوم کرنے کیلئے کہ کن مقامات سے گرہن نظر آئے امریکہ کے Zephyr Services کے The Moon Tracker and The Sun Tracker Software سے استفادہ کیا گیا۔ میرے بھائی مکرم راشد محمد الہ دین صاحب نے امریکہ سے مجھے یہ Disks بھیجے تھے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار نے یہ ریسرچ Professor G. Mohan Ballab Astronomy Department, Osmania University, Hyderabad کے ساتھ کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جن ۲۵ مدعیان کے بارے میں تحقیق کی گئی ان کے نام اور کوائف یہ ہیں:

۱- مغیرہ بن سعید عجلی صاحب علاقہ عراق دعویٰ مہدی منتظر سن قتل ۷۳۷/۸ء - ۱۲۰ھ اور ۷۴۴ء - ۱۲۶ھ کے دوران

۲- حارث بن مریج صاحب علاقہ خراسان دعویٰ مہدی۔ قتل ۷۴۶ء - ۱۲۸ھ

۳- محمد بن عبداللہ نفس زکیہ صاحب علاقہ مدینہ منورہ دعویٰ مہدی ولادت ۷۱۹ء - ۷۱۸ء ۱۰۰ھ قتل ۷۶۲ء - ۱۴۵ھ

۴ احمد بن الکیال بانی فرقہ کیالیہ علاقہ بلخ دعویٰ ۷۶۵ء - ۱۴۸ھ کے بعد دعویٰ القائم۔

۵- صالح بن ظریف صاحب علاقہ مراکش دعویٰ ۸۴۲ء ۲۲۷ھ دعویٰ مہدی آخرزماں۔

۶- حمدان بن الاشعث قرمط صاحب بانی فرقہ قرامطہ

علاقہ شمالی افریقہ دعویٰ ۸۷۸ء ۲۶۴ھ یا ۸۹۱ء ۲۷۸ھ دعویٰ مہدی موعود

۷- عبید اللہ مصر کے عبیدی فرمانرواؤں کے مورث اعلیٰ علاقہ مصر ولادت ۸۷۳ء ۲۵۹ھ دعویٰ ۸۸۴ء ۲۷۰ھ قتل ۹۳۴ء - ۳۲۳ھ مہدی کا صرف لقب استعمال کیا۔

۸ - محمد بن عبداللہ تومرت بربری علاقہ افریقہ سوس پہاڑ کا ایک گاؤں۔ ولادت ۱۰۹۲ء - ۴۸۵ھ دعویٰ ۱۱۲۱-۱۱۲۲ء - ۵۱۵ھ وفات ۱۱۳۰ء - ۵۲۴ھ دعویٰ مہدی الموحدین۔

۹- محمود واحد گیلانی صاحب علاقہ ایران دعویٰ ۱۲۰۳-۱۲۰۴ء - ۶۰۰ھ دعویٰ مہدی

۱۰- احمد بن عبداللہ ملثم صاحب علاقہ قاہرہ ولادت ۱۲۶۰ء - ۶۵۸ھ دعویٰ ۱۲۹۰ء - ۶۸۹ھ وفات ۱۳۴۰ء - ۷۴۰ھ دعویٰ مہدی موعود

۱۱- ثویزری صاحب علاقہ شہر سوس ایران دعویٰ ۱۳۰۱ء - ۷۰۱ھ دعویٰ مہدی

۱۲- عبدالعزیز صاحب علاقہ طرابلس دعویٰ ۱۳۱۷-۱۳۱۸ء - ۷۱۷ھ دعویٰ مہدی

۱۳- عباس صاحب علاقہ مراکش دعویٰ آٹھویں صدی ہجری اور چودھویں صدی عیسوی کے آخر میں۔ دعویٰ مہدی

۱۴- سید محمد نور بخش صاحب علاقہ جونپور ہندوستان۔ دعویٰ مہدی موعود وفات ۱۴۶۵ء - ۸۶۹ھ

۱۵- ادریس رومی صاحب علاقہ ترکی دعویٰ ۱۴۸۱ء ۸۳۶ھ اور ۱۵۱۲ء - ۹۱۸ھ کے درمیان دعویٰ مہدویت دعویٰ کے چند دن بعد رجوع کر لیا۔

۱۶- حضرت سید محمد صاحب جونپوری رحمۃ

اللہ علیہ علاقہ جونپور ہندوستان ولادت ۱۴۴۳ء -۸۴۷ھ دعویٰ ۱۴۹۵ء- ۹۰۱ھ وفات ۱۵۰۵ء-۹۱۰ھ دعویٰ مہدی۔

۱۷- عبداللہ نیازی صاحب علاقہ سرہند ہندوستان ولادت ۱۵۰۴ء -۹۱۰ھ وفات ۱۵۹۲ء-۱۰۰۱ھ دعویٰ مہدی۔

۱۸-احمد بن علی محیرثی صاحب علاقہ یمن دعویٰ ۱۶۴۰ء-۱۰۵۰ھ دعویٰ مہدی منتظر۔

۱۹- محمد بن مہدی صاحب علاقہ ازمک نزد کوہ شہر زدر وفات ۱۶۶۰ء -۱۰۷۰ھ دعویٰ مہدی دعویٰ کے بعد گرفتار کئے گئے اور عقائد سے توبہ کرلی۔

۲۰- محمد بن عبداللہ کرد صاحب علاقہ کوہ عماوید کردستان اپنے لڑکے کو مہدی آخرزماں قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت لئے۔ دعویٰ ۱۶۶۵-۱۶۶۴ء-۵ ۱۰۷ھ بعد میں اپنے دعویٰ سے دستبردار ہو گئے۔

۲۱- علی محمد باب صاحب شیراز ولادت ۱۸۱۹ء-۱۲۳۵ھ دعویٰ ۱۸۴۸ء ۱۲۶۴ھ قتل ۱۸۵۰ء-۱۲۶۶ھ دعویٰ مہدی موعود۔

۲۲- محمد احمد سوڈانی صاحب علاقہ سوڈان ولادت ۱۸۴۴ء-۱۲۶۰ھ دعویٰ ۱۸۸۱ء ۱۲۹۸ھ وفات ۱۸۸۵ء-۱۳۰۲ھ

۲۳- احمد صاحب علاقہ کردستان دعویٰ ۱۹۲۹ء-۱۳۴۸ھ دعویٰ مہدی

۲۴-ایک نا معلوم ترک علاقہ اناطولیہ ترکی دعویٰ ۱۹۳۱ء-۱۳۵۰ھ دعویٰ مہدی

۲۵- محمد بن عبداللہ صاحب جہینی علاقہ مکہ معظمہ دعویٰ ۱۹۷۹ء -۱۴۰۰ھ قتل ۱۹۸۰ء-۱۴۰۰ھ دعویٰ مہدی موعود۔

ہمارا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان ۲۵ مدعیان میں سے ۲۲ کے متعلق ہم قطعیت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے وقت میں ان کے مقام سے رمضان کی مقرر کردہ تاریخوں میں گرہن نظر نہیں آسکتے تھے اور باقی تین کیلئے ہماری معلومات کافی نہیں ہیں کہ ہم قطعی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ یہ تین مدعیان حسبِ ذیل ہیں :-

۱-مدعی احمد بن الکیال صاحب بانی فرقہ کیالیہ علاقہ بلخ دعویٰ ۱۴۸ھ کے بعد (کتنا بعد معلوم نہیں ہے) دعویٰ القائم ۷۶۶ء-۱۴۹ھ میں ان کے مقام سے دونوں گرہنوں کا رمضان کی مقرر کردہ تاریخوں میں نظر آنا ممکن تھا لیکن ان کا سنہ دعویٰ قطعی طور پر معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا قطعیت سے نہیں کہا جاسکتا کہ گرہن ان کے دعویٰ کے بعد نظر آئے۔

۲-مدعی احمد بن عبداللہ ملثم صاحب مقام قاہرہ سنِ دعویٰ ۱۲۹۰ء ۶۸۹ھ دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں ۱۳ اور ۲۸ تاریخوں میں ان کے دعویٰ کے چالیس سال بعد ۱۳۳۰ء -۷۳۰ھ میں نظر آسکتے تھے۔ اس وقت وہ زندہ بھی تھے لیکن دعویٰ کے معاً بعد وہ قیدخانہ میں ڈال دیئے گئے تھے جہاں کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے تائب ہو کر اعلان کیا کہ میں مہدی موعود نہیں صرف مہدی بمعنی ہدایت یافتہ ہوں۔ لہٰذا بہت ممکن ہے کہ جب گرہن ہوئے تو وہ اپنے دعویٰ مہدی موعود پر قائم نہ تھے۔

۳- مدعی عبدالعزیز صاحب مقام طرابلس Tripoli سن دعویٰ ۱۳۱۸-۷۱۷ء-۱۳۱۷-۷۱۷ھ دعویٰ کے ۱۳ سال بعد دونوں گرہن رمضان کی ۱۳ اور ۲۸ تاریخوں میں نظر آسکتے تھے۔ لیکن اس مدعی کے ساتھ یہ نوٹ ہے کہ فوج نے انہیں نہایت ذلت سے قتل کر دیا اور ان کی جماعت کو بھی برباد کر دیا۔ ان کے قتل کا سنہ معلوم نہیں۔ لہٰذا ممکن ہے کہ جس وقت گرہن ہو رہے تھے تو وہ زندہ نہ ہوں۔

الغرض ان ۲۵ مدعیان میں سے کسی کے بارے میں بھی ہم قطعیت سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے دعویٰ کی حالت میں ان کی زندگی میں ان کے مقام پر ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوا اور اس مہینہ کی ۲۸ رمضان کو سورج گرہن ہوا۔

علاوہ ازیں بانیٔ احمدیہ مسلم جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی بھی مدعی کے بارے میں ہمیں یہ خبر نہیں ملتی کہ انہوں نے چاند گرہن سورج گرہن کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کیا تھا۔

حضرت سید محمد صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاص طور پر ذکر کرتا ہوں۔ ان کی ولادت ۸۴۷ھ میں ہوئی۔ دعویٰ مہدی ۹۰۱ھ میں کیا اور وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی۔ دعویٰ سے قبل ۸۶۴ھ میں جب کہ ان کی عمر ۱۷ سال کی تھی دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں جونپور میں ہوئے تھے لیکن تاریخیں ۱۴ اور ۲۸ تھیں۔ دعویٰ کے بعد ان کی وفات سے ایک سال قبل دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں ہوئے لیکن صرف چاند گرہن ۱۳ رمضان کو جونپور سے نظر آسکتا تھا۔ سورج گرہن جونپور سے نظر نہیں آسکتا تھا اور نہ انہوں نے ان گرہنوں کو اپنے دعویٰ کی صداقت کے طور پر پیش فرمایا۔ حضرت سید محمد صاحب جونپوری نویں صدی ہجری کے مجدد تھے لیکن مہدی آخرزماں نہیں تھے جن کیلئے چاند گرہن سورج گرہن کے نشان بتائے گئے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے۔ اس کے ذمہ یہ بارِ ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے۔ وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہونے والے گرہنوں کی ایمان افروز تفصیل

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف تاریخوں کی موٹی شرط کو پورا کرتے ہیں بلکہ بڑی باریکیوں کے ساتھ پیشگوئیوں کے الفاظ کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً حدیث شریف کے الفاظ اوّل لیلۃ اور فی النصف تاریخ کے لحاظ سے بھی پورے ہوئے اور وقت کے لحاظ سے بھی پورے ہوئے۔

چاند گرہن نہ صرف تین تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو ہوا بلکہ قادیان میں اوّل رات کو ہوا یعنی رات ہوتے ہی ہوگیا۔ سورج گرہن نہ صرف تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو ہوا بلکہ دن کے اوقات میں سے دوپہر سے قبل ہوا اور نصف کی حد سے تجاوز نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان خصوصیات کا ذکر اپنی کتاب نورالحق حصہ دوم میں فرمایا ہے۔

ہندوستان میں مختلف جگہوں سے کس وقت سورج گرہن نظر آیا وہ تفاصیل اخبار Pioneer میں دیئے گئے تھے۔ (Pioneer الہ آباد ۷ اپریل ۱۸۹۴)

جس وقت زمین پر سورج گرہن ختم ہوا اس وقت Indian standerd time کے مطابق دن کے بارہ بجے تھے۔ الحمد للہ۔

خاکسار نے ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قبل ۱۲۸۷ء-۶۸۶ھ میں بھی دونوں گرہن مقررہ تاریخوں پر قادیان میں ہوئے تھے اس سال چاند گرہن رات کے دو بجے کے بعد قادیان پر ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں ۱۸۹۴ء میں اوّل رات میں چاند گرہن ہونے سے نہ صرف پیشگوئی کے الفاظ باریکی کے ساتھ پورے ہو گئے بلکہ دیکھنے والوں کو بھی بڑی سہولت رہی۔ سب لوگ جاگ رہے تھے اور آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ الحمد للہ۔

فَتَبَارَكَ اللّٰه اَحسَنُ الخَالِقِينَ

ستمبر ۱۹۹۴ء کے ریویو آف ریلیجنز میں قادیان میں رمضان میں ہونے والے گرہنوں کے اوقات بھی دیئے گئے ہیں۔

خاکسار نے ذکر کیا تھا کہ ۱۸۹۴ء ۱۸۹۵ء میں مسلسل دو سال رمضان کے مہینے میں گرہن ہوئے تھے اور دونوں دفعہ گرہن کے وقت قادیان میں تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ تھیں۔ ۱۲۸۶ء ۱۲۸۷ء میں بھی مسلسل دو سال رمضان کے مہینے میں چاند گرہن سورج گرہن ہوئے تھے لیکن اس زمانہ میں ۱۲۸۶ء میں گرہن کے وقت قادیان میں تاریخیں ۱۴ اور ۲۸ تھیں اور صرف ۱۲۸۷ء میں تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء دونوں سال تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ ہیں۔ الحمد للہ۔

خاکسار نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ ۱۸۹۴ء کا سورج گرہن Annular-Total قسم کا تھا جو نایاب قسم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے اب تک ایک سو سے زائد دفعہ سورج گرہن چاند گرہن دونوں رمضان کے مہینے میں ہوئے ہیں۔

Professor Oppolzer کی فہرست کے مطابق ۱۰۹ دفعہ ایسا ہوا ہے۔ اس میں سے صرف سات دفعہ ایسا ہوا ہے کہ دونوں گرہن قادیان سے نظر آسکتے تھے اور ان سات سالوں میں سے صرف ۱۸۹۴ء کا سال ہی ایسا تھا جس میں سورج گرہن Annular-Total قسم کا تھا جو نایاب قسم ہے۔ الحمد للہ۔ فَتَبَارَكَ اللّٰه اَحسَنُ الخَالِقِينَ۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں ہونے والے گرہنوں کا دوسرے رمضان میں ہونے والے گرہنوں کے ساتھ موازنہ نہایت بصیرت افروز ہے۔ پیشگوئی نہ صرف پوری ہوئی بلکہ بڑی باریکیوں کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔

سُبحَانَ اللّٰه وَبِحَمدِهٖ سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ۱۹۹۴ء کی تقریر کا ایک اہم اقتباس

۳۱ جولائی ۱۹۹۴ء کو ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو کے میں نشان خسوف کسوف پر نہایت ہی ایمان افروز اور عام فہم تقریر فرمائی تھی۔ اس میں حضور اقدس نے فرمایا :-

"اس پیشگوئی کے پانچ پہلو ہیں جو خصوصیت سے آپ سب کو جن تک میری آواز پہنچ رہی ہے ان سب کو بھی جو بعد میں اس تقریر کو سنیں یا پڑھیں گے یہ پانچ پہلو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ چاند گرہن اس کی مقررہ راتوں سے پہلی رات کو ہونا۔ یہ پہلا نشان کا حصہ ہے۔ سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے درمیانی دن میں ہونا۔ یہ دوسرا حصہ ہے۔ تیسرا یہ کہ رمضان کا مہینہ ضروری ہے۔ چوتھا یہ کہ مدعی مہدویت اس سے پہلے موجود ہو ورنہ اگر گرہن کے بعد کوئی دعویٰ

کرے تو ایسے لاکھ دعویدار پیدا ہو سکتے ہیں۔ کوئی پہچان ہی نہیں۔ کیا کہ کس کے حق میں نشان ظاہر ہوا تھا۔ اور پانچواں یہ کہ مدعی کو بھی علم ہو ہوش ہو کہ میری خاطر یہ گواہ آئے ہیں اور وہ اعلان کرے کہ دیکھو آسمان نے وہ گواہ ظاہر فرما دیئے جن گواہوں کا امام مہدی کے حق میں گواہی دینا مقدر تھا۔ پس میں ہی وہ امام ہوں جس نے دعویٰ مہدویت کیا اور اب میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ دیکھو یہ گواہ آ گیا۔ یہ وہ پانچ نشانات ہیں۔ یعنی پانچ پہلو ہیں ان دو نشانات کے جب سے دنیا بنی ہے کبھی اس سے پہلے ظاہر نہیں ہوئے۔ ایسی قطعی حقیقت کو بلا خوفِ تردید آپ دنیا میں ڈنکے کی چوٹ بیان کر سکتے ہیں۔ بڑے سے بڑا دشمن بھی عاجز اور نامراد ہو کر رہے گا۔ اس لئے میں نے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میری سنو تو پہاڑوں سے مت ٹکراؤ۔ یہ خدا کی تقدیر کے نشان ہیں تم ان کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ رخنہ نہیں ڈال سکتے۔ پس ان پانچ باتوں کو اس پیشگوئی کے تعلق میں خوب ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ ان نشانات کی ماہیت کو سمجھنا اس لئے لازم ہے کہ اس کے بغیر آپ آگے پھر کچھ بیان نہیں کر سکیں گے اور کوئی ایرا غیرا اُٹھ کے کوئی اعتراض کر دے تو آپ جواب دینے کی اہلیت نہیں رکھیں گے۔ اس لئے آپ سب کو اب منادی بننا ہے اور اس وجہ سے جو باتیں میں آج آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اس کو غور سے سنیں اور خوب ذہن نشین کریں اور اس کے بعد دنیا میں پھیل جائیں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ امام ہمام آ چکا ہے اور سو سال اس کو آئے ہوئے گذر چکے ہیں۔ کب تک انکار کی حالت میں بیٹھے رہو گے؟

اس سے پہلے اسلامی تاریخ میں بہت سے دعویٰ داران مہدویت کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ کہاں گئے؟ کون ہے ان میں سے؟ کوئی ایک بھی ہو تو دکھائیں جس کے حق میں چاند اور سورج نے گواہی دی ہو اور اس کو علم ہو اور اس نے ذکر کیا ہو یا اس کے مریدوں نے ذکر کیا ہو کہ دیکھو یہ سچا مہدی ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مہدی ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں چاند اور سورج گواہ بن گئے ہیں۔ ساری تاریخ کھنگال کر دیکھ لیں۔ ہم نے تو علماء بٹھا دیئے۔ ان کی کتابیں پڑھ پڑھ کر دن رات انہوں نے اپنے جلائے لیکن اشارۃً بھی کبھی کسی مہدویت کے دعویدار نے ان نشانات کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ تھا ہی نہیں۔ ان کے حق میں کوئی گواہی نہیں دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب یہ تاریخ مکمل ہو چکی ہے۔ جو چاہے جتنا چاہے زور لگا لے اس تاریخ کی حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلانات نشان خسوف کسوف کے بارے میں

ایک طرف دوسرے مدعیان کے لئے تلاش کرنے پر بھی ہم کو کوئی تحریر نہیں ملتی کہ انہوں نے چاند گرہن سورج گرہن کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا تھا تو دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں بڑی تحدی کے ساتھ یہ اعلان ملتے ہیں کہ خسوف کسوف میری صداقت کے نشان ہیں۔ آپ نے کئی جگہ اس عظیم الشان نشان کا ذکر فرمایا۔ آپ نے انعامی چیلنج بھی دیا اور آپ نے قسم کھا کر بھی اعلان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں: ترجمہ از عربی عبارت

"کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو جھٹلایا حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو۔ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانے میں رمضان میں چاند اور سورج گرہن ہوا جیسا کہ اب تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپے انعام ملے گا۔ اگر ایسا کر دکھاؤ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو اور میں خدا تعالیٰ کو اپنے اس عہد پر گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہر گز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کیلئے تیار کی گئی ہے"۔ (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۲۶ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۱۲)

نیز آپ فرماتے ہیں:-

"اِن تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ اُن کے دعوے کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اُس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قُل عِندِی شَہَادَۃٌ مِنَ اللّٰہ فَھَل اَنتُم مُؤمِنُونَ. قُل عِندِی شَہَادَۃٌ مِنَ اللّٰہ فَھَل اَنتُم مُسلِمُونَ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کیلئے ہے۔ یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کیلئے ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۶، ۵۷ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

اپنے منظوم کلام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اپنے منظوم کلام میں امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

ہیں آسماں کے تارے گواہ سورج چاند
پڑے ہیں ماند ذرا کچھ بچار کر دیکھو

ضرور مہدی دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نور فراست نکھار کر دیکھو

میری سنو تو پہاڑوں سے سر نہ ٹکراؤ
جو میری مانو تو عجز اختیار کر دیکھو

اختتام

مضمون کے اختتام پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آقا و مطاع محبوبِ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہوں۔ احمدیہ مسلم جماعت کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں لمھدینا "ہمارے مہدی" کے جو الفاظ آتے ہیں اس میں بہت پیار کا اظہار ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہدی سے تھا۔ دوسرے احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنا سلام بھیجا اور فرمایا کہ اگر برف کے پہاڑوں پر سے بھی جانا پڑے تو جانا اور اُن کی بیعت کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہدی سے خاص محبت تھی تو دوسری طرف حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عشق تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کو خواب میں بتایا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو عظیم الشان منصب کیلئے چُنا اس کی وجہ ہے آپ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ فرماتے ہیں:

"خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُولَ اللّٰہِ۔ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے"

(روحانی خزائن جلد اوّل براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۹۸)

اپنے منظوم کلام میں آپ فرماتے ہیں:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یاربِّ صلِّ علیٰ نبیک دائما
فی ھٰذہ الدنیا وبعثٍ ثانٖ

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے منظوم کلام میں بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء فرمایا:

مہدی کا دلدار محمدؐ
نبیوں کا سردار محمدؐ
نورِ نظر سرکار محمدؐ
جس کا وہ منظورِ نظر تھا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِک وَسَلِّم اِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ۔

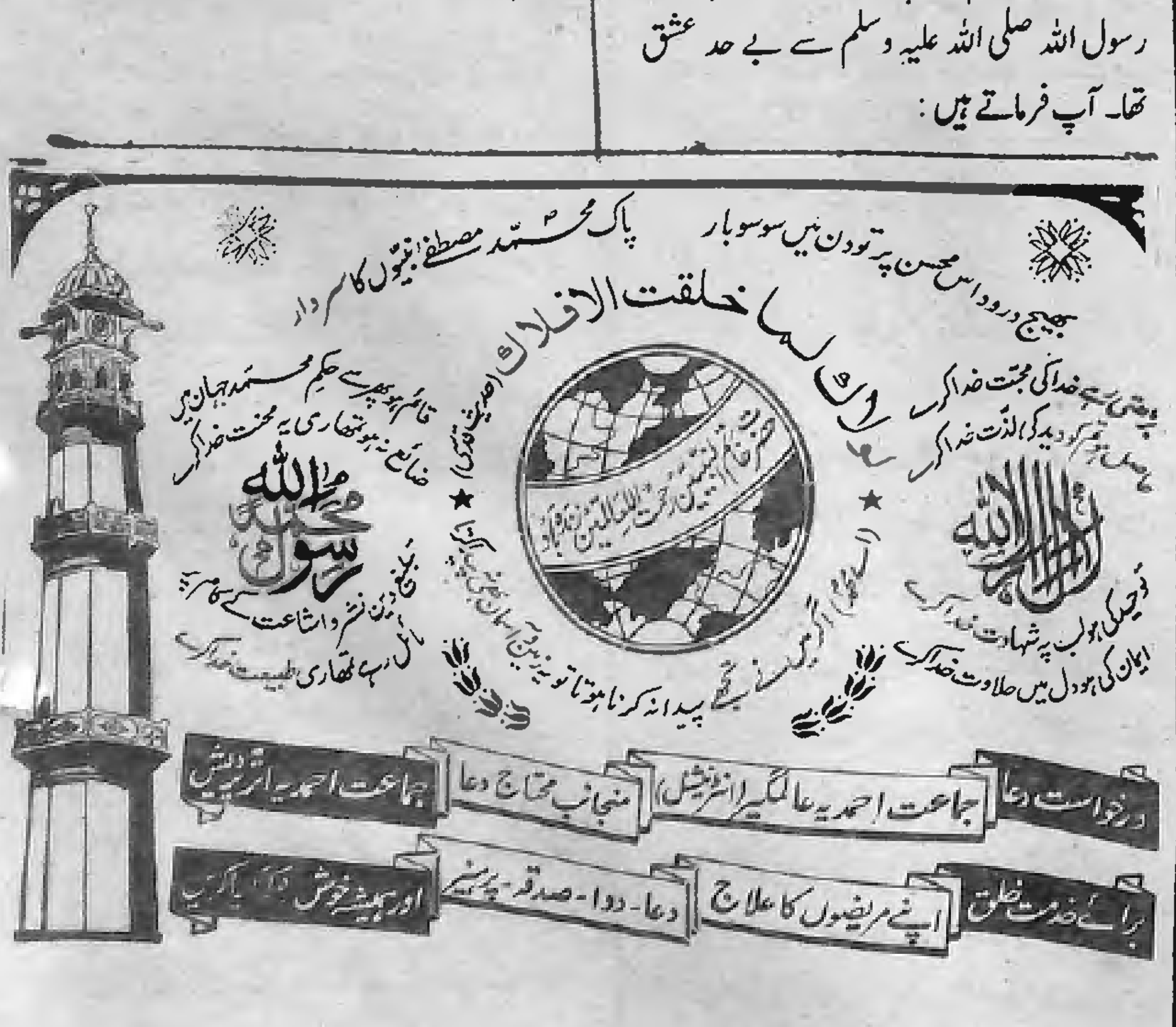

ایٹم بم کی تباہ کاریاں

ڈاکٹر ایم - آر - جالب

ایٹم بم ایک دھماکے سے پھٹتا ہے، پھر چمک ہوتی ہے، لرزہ ہوتا ہے اور آخر کار خطرناک لہریں نکلتی ہیں۔

ایٹم بم انسانی جسم پر دو طرح سے اپنے خطرناک اثرات ڈالتا ہے،

۱- ایٹمی شعاؤں کے ذریعہ یعنی Gamma Rays کے ذریعہ اور

۲- Mechanical Force کے ذریعہ

یہ دونوں انسانی Tissues پر مختلف انداز سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایٹم بم کے بعد یا ایٹمی تجربہ کے بعد مندرجہ ذیل عوامل چند لمحات ہی میں شروع ہو جاتے ہیں۔

۱- بے شمار Gamma Rays بہت بڑی مقدار میں سب اطراف میں پھیل جاتی ہیں۔

۲- ایٹمی گیسز کا اخراج جو کہ انتہائی گرم درجہ حرارت پر نکلتی ہیں انسانی جلد کو جلا کر رکھ دیتی ہیں۔

۳- بہت تیز آگ جو کہ ایٹمی دھماکہ سے نکلتی ہے ایک لہر بنا کر چاروں اطراف میں پھیلنا شروع کر دیتی ہے۔ انہیں Shock Waves کہتے ہیں یہ Shock Waves اتنی طاقتور اور خطرناک ہوتی ہیں کہ جو کچھ بھی جاندار یا غیر جاندار ان کے راستے سے چار میل کے فاصلے تک آتا ہے اسے بُری طرح تباہ کر دیتی ہیں۔

۴- Gamma Rays گاما لہریں یہ ایٹمی دھماکے کے بعد ۴ میل سے دور کے فاصلے کی چیزوں کی خبر لیتی ہیں۔ انسان کرسیوں پر دفتروں میں بیٹھے بیٹھے آرام سے موت کی نیند سو جاتے ہیں۔ یہی ایٹمی دھماکے کی میڈیکل نقطۂ نظر سے انتہائی خوفناک حرکت ہے۔

(یاد رکھیں کہ X-Rays بھی یہی اثر انسانی جسم پر ڈال سکتی ہیں۔ لیکن وہ صرف بجلی سے پیدا ہوتی ہیں نہ کہ ایٹمی توانائی سے)

چند لمحات میں یہ Shock Wave اور Gamma Wave انسان اجسام کے Tis-sues پر بڑی خطرناک تبدیلیاں رونما کر دیتی ہیں۔

Gamma Rays کے اثرات

انسانی Tissues بہت چھوٹے چھوٹے خلیوں سے مل کر بنتے ہیں جنہیں صرف خوردبین کے ذریعہ ہی دیکھا جاسکتا ہے انہیں Cells کہتے ہیں۔ اگر ایٹمی دھماکے کا ایک انسانی خلیے پر اثر سمجھ لیا جائے تو سارے جسم پر اس کے تابکاری اثرات سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

خلیوں کی تقسیم پر اثر- Cell Division

ایٹمی لہریں ان خلیوں کی مکمل موت واقعہ کر دیتی ہیں لیکن اگر کوئی خلیہ زندہ بھی بچ جائے تو وہ تقسیم نہیں ہو سکتا، جو کہ اس کی زندگی برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے۔ یہی مرکزی نکتہ ہے جو سمجھنے کے قابل ہے۔

اب ہم انسانی جسم کے مختلف اعضاء پر علیحدہ علیحدہ ان مضر اثرات کا ذکر کرتے ہیں۔

Blood خون پر اثرات

انسانی خون سفید اور سرخ جسیموں سے مل کر بنا ہے، لہٰذا جہاں تقسیم ہی متاثر ہو وہاں خون پر بھی سب سے پہلے اثر پڑتا ہے۔

جو لوگ ایٹمی دھماکے کے بعد بچ جاتے ہیں ان میں خون کی شدید کمی واقعہ ہو جاتی ہے اور یہ دو طرح ہوتی ہے۔

سفید جسیموں کی کمی۔ Leucopenia
سرخ جسیموں کی کمی۔ Anaemia

خون کی کمی سے انسانی جسم پر بڑے بڑے In-fections (بیماریوں) کا حملہ شروع ہو جاتا ہے۔

Digestive system نظام ہاضمہ پر اثرات

معدہ سے لے کر بڑی آنت کے آخری سرے تک اندرونی جھلی جھلس جاتی ہے کوئی چیز نہ انسان کھا سکتا ہے اور نہ ہی ہضم ہوتی ہے۔ متلی، الٹی، دست، آنتوں سے خون، آنتوں میں زخم پیدا ہو جاتے ہیں۔

Skin چمڑی پر اثرات

انسان کی چمڑی تو سب سے پہلے جلتی اور جھلستی ہے کیونکہ یہ انسان کا بیرونی خول ہے لہٰذا Gamma Rays چمڑی کی Germinal layer کا خاتمہ کر دیتی ہیں چمڑی نئے خلیے بنا ہی نہیں سکتی۔ اور پرانے جھلس چکے ہوتے ہیں لہٰذا چمڑی پر بڑے بڑے آبلے اور السر Ulcer نمودار ہو جاتے ہیں آخر کار چمڑی بالکل اپنے سب کاموں سے ناکارہ ہو جاتی ہے پسینہ آتا ہی نہیں اور ماحول میں شدید گرمی ہوتی ہے لہٰذا فوراً موت واقعہ ہو جاتی ہے۔

آنکھوں پر اثرات

آنکھ کے سامنے والا حصہ Cornea اور اس کے بعد Lens عدسہ ختم ہو جاتے ہیں، Lens میں فوراً موتیا ہو جاتا ہے۔

جنسی غدود پر اثرات

ان میں سب سے خطرناک تبدیلی رونما ہوتی ہے یہ تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔

۱- پہلی تو وہی بنیادی تبدیلی یعنی خلیوں کی تقسیم کے عمل کا فوراً رُک جانا ان اعضاء کی بھی Ger-minal Layer تباہ ہو جاتی ہے لہٰذا خلیوں کی تقسیم کا عمل بالکل رُک جاتا ہے۔

۲- خلیوں کے مرکز Neucleus میں موجود Genes میں اس طرح کی تبدیلی واقعہ ہوتی ہے کہ اگر انسان بچ بھی جائے۔ تو آئندہ یا تو بے اولاد رہے گا یا اگر اولاد پیدا بھی ہوئی تو معذوری کے امکان کو خارج القیاس نہیں تصور کیا جاسکتا۔

کینسر Cancer

ایٹمی تابکاری کے اثرات کے بعد کئی انسانی جسم کے حصوں کے خلیات کے Genes میں ایسی تبدیلی بھی رونما ہو جاتی ہے کہ وہ تیزی سے بڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور آخر کار Cancer کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ان میں چمڑی کا کینسر، ہڈیوں کا کینسر، انتڑیوں اور معدے کے کینسر شامل ہیں۔

جو شخص یا جاندار ایٹمی تابکاری سے بچ بھی جاتا ہے وہ بھی "خنیات کی تقسیم کے رکاؤ" کا شکار ہو ہی جاتا ہے اس دوران اس کی موت نہ بھی واقعہ ہو تو بھی اس کا مستقبل اس حقیقت پر منحصر ہے کہ اس کو Gamma Rays کتنی دیر تک لگتی رہی ہیں۔ اور اس کے اعصاب کتنے متاثر ہوتے رہے ہیں۔

نوٹ: Gamma Rays سے کوئی چیز بچ نہیں سکتی۔ لیکن چند افراد اسے برداشت کر لیتے، انہیں بھی نارمل عملی زندگی میں آنے کے لئے کئی ماہ درکار ہوتے ہیں۔

ایلومینیم کے انسانی صحت پر مضر اثرات

ایلومینیم دھات نے جہاں بہت سے فوائد دیئے ہیں اور اس کا استعمال مختلف صنعتوں میں لوہے کے بعد سب سے زیادہ ہو رہا ہے وہاں اس کے برتنوں کے استعمال سے انسانی صحت پر بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں کیونکہ کھانے پینے کیلئے اس دھات کے استعمال سے یہ کچھ نہ کچھ گھل کر انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور اس سے انسانی صحت پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔ ہومیو پیتھی لیکچرز جو کہ ایم ٹی اے پر نشر کئے گئے ان میں ایلومینا کی دوائی پڑھاتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع نے ایلومیم کے برتنوں کے جو نقصانات بیان فرمائے وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا:-

تحقیق سے پتہ چلا اور ڈاکٹروں نے بھی اس بات کو محسوس کیا کہ ایلومینا کا زیادہ استعمال صحت کیلئے اچھا نہیں اور یہ کچھ نہ کچھ گھل کر جسم پر اثر دکھاتا رہتا ہے۔ ایلومینا آہستہ مگر بہت گہرا اثر کرنے والا زہر ہے۔ یہ خون کی نالیوں کو سکیڑتا ہے ان نالیوں میں کچھ مادے بھی جم جاتے ہیں مثلاً کولیسٹرول وغیرہ ایلومینا کی ایک خصوصیت ایسی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کے استعمال کے متعلق احتیاط کرنی چاہئے۔ اس میں آرٹیریو سکلروسس پیدا کرنے کا مادہ موجود ہے۔ یعنی وہ بیماری جس میں کہ خون کی رگوں میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے اور دماغ کی طرف خون کی سپلائی میں کمی واقع ہونے لگتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں بڑھاپے کے اثرات تیزی سے ظاہر ہوتے ہیں، یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ عضلات سخت ہو کر بے کار ہونے لگتے ہیں۔ بلڈ پریشر کبھی کم اور کبھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ مریض تیزی سے ذہنی اور عضلاتی لحاظ سے معذور ہونے لگتا ہے۔"

ایلومیم کے نقصانات بیان فرمانے کے بعد حضرت صاحب نے ایلومینا (Alumina) ہومیو پیتھی دوائی کے استعمال کے بارہ میں بیان فرمایا۔

"اگر اسے (مریض کو) ایلومینا دیں تو جلد فائدہ کی امید نہ رکھیں کیونکہ یہ بہت آہستہ اثر کرنے والی دوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت آہستہ اثر کرنے والے زہر سے تیار کی جاتی ہے۔ جو زہر آہستہ آہستہ جسم پر اثر دکھاتا ہے وہ جب دوا بنتا ہے تو وہ دوا بھی آہستہ آہستہ اثر دکھاتی ہے۔ بعض اوقات اس کا اثر سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ اس لئے اگر مستقل اور دائمی علاج کیلئے ایلومینا کو استعمال کریں تو اونچی طاقت میں لمبے وقفوں کے بعد دیں مثلاً ایک مہینے کے بعد ایک ہزار طاقت میں یا دس ہزار کی طاقت میں اگر ۲۰۰ کی طاقت میں استعمال کریں تو ہر دس دن بعد ایک خوراک دیں۔ اگر اس دوا نے کام کیا تو بہت نمایاں اثر ظاہر ہوگا۔ آغاز میں تو بہتری کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوتے لیکن پھر وہ ریشے جو بے جان ہو چکے ہیں ان میں رفتہ رفتہ جان پڑنے لگتی ہے اور کچھ عرصہ میں ہی نمایاں تبدیلیاں دکھائی دینے لگتی ہیں"۔

(ہومیو پیتھی علاج بالمثل جلد اول ایڈیشن دوم مطبوعہ لندن ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۱-۴۲)

ایٹمی تابکاری کے بداثرات سے بچنے کیلئے ہومیو پیتھک دوا

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ مئی ۹۸ء میں ہندوپاک کے ایٹمی دھماکوں کے بداثرات سے محفوظ رہنے کیلئے درج ذیل ہومیو پیتھک دوائی تجویز فرمائی ہے۔

1. RADIUM BROMIDE CM
2. CARCINOSIN CM

نمبر ایک دوا کے استعمال کے ایک ہفتہ بعد نمبر ۲ دوا کا استعمال کریں۔ اس طرح یہ ادویات چند ماہ تک استعمال کی جاسکتی ہیں۔ (ادارہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 | Thursday, 6th August 1998 | Issue No : 32

THE FIRST ISLAMIC SATELLITE CHANNEL

SATELLITE : INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER : C Band
POSITION : 57* East
POLARITY : Left Hand Circular
DISH SIZE : Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY : 4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY : 6.50 Mhz
E Mail : mta @ bitinternet . com
INTERNETCOAD : http://www.alislam.org/mta

AUDIO FRIQUENCY	
URDU	6.50
ENGLISH	7.02
ARABIC	7.20
BENGALI	7.38
FRANCH	7.56
DEUTSCH	7.74
TURKCE	8.10

BROADCASTING
AROUND THE CLOCK

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقوی لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔
نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلافِ قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAT
MTA QADIAN Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-20749 Fa x : 01872 - 20105

MTA International, P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

منقولات

مسلم علماء مغربی ٹیلی ویژن کی فحاشی سے پریشان

ٹیلی ویژن ایک دن ہمارے تمدن کو نیست و نابود کردے گا

انجمن تحفظ اوقاف کے سیکرٹری جنرل کی وارننگ۔ مغربی معاشرہ کی تقلید تباہ کن ہے

پانی پت۔ ۱۹ جولائی (مولوی) ٹیلی ویژن اور اس میں پیش کردہ پروگرام ہماری روایات' تہذیب اور تمدن کو اس طرح اندر ہی اندر کھائے جا رہے ہیں جیسے دیمک کا کیڑا لکڑی کو اندر ہی اندر کھاتا رہتا ہے۔ بطور نتیجہ لکڑی اندر سے کھوکھلی ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارا کلچر بھی ایک دن عملی طور پر پوری طرح نیست و نابود ہو جائے گا۔ کہیں وہ دن نہ دیکھنا پڑ جائے کہ دفاعی پوزیشن میں بھی ہمارے قدم لڑکھڑانے لگیں اور مغربی معاشرہ کی ساکھ مضبوط ہو جائے۔ ان خیالات کا اظہار انجمن تحفظ اوقاف کے سیکریٹری جنرل تسلیم عارف کیلوی نے یہاں اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں منعقدہ ایک تقریب میں کیا۔

انہوں نے کہا کہ خاص طور پر ڈش انٹینا نے ہم پر چوطرفہ حملہ بولا ہے۔ عریاں تصاویر' بے ڈھنگا رقص اور اشتہارات میں ضرورت سے زیادہ ننگے بدن کا مظاہرہ نیز ہیجان انگیز فلموں اور ناٹکوں نے ہماری اقدار کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اندازہ لگائیے جب کسی پروگرام میں لڑکا لڑکی محبت کرتے اور پھر اندھے ہو کر گھر سے بھاگتے اور ماں باپ کی مخالفت کرتے دکھائے جائیں گے اور یہ پروگرام گھر کے سبھی افراد دیکھیں گے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ چنانچہ آج فلمی انداز سے محبت اور بڑوں کی مخالفت کی عام روش ہو چلی ہے۔ مغرب یعنی امریکہ اور یوروپ میں بڑے بوڑھوں کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ بالکل انہیں کے نقش قدم پر ہمارے یہاں بھی سلسلہ جاری ہے گرچہ ابھی زیادہ عام نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے زور دیکر کہا کہ بڑوں کی مخالفت ہی بے شرمی اور بے حیائی کا منبع ہے۔ حیاء ایک بار اڑ جاتی ہے تو انسان سب کچھ کر گزرتا ہے۔ جناب عارف نے وارننگ دی کہ اگر وقت رہتے حکومت نے کوئی ٹھوس قدم نہ اٹھایا تو وہ دن دور نہیں جب ہمارے ملک میں بھی سر عام بوس و کنار اور پھر زناکاری کے واقعات بھی عام ہونے لگیں گے۔ اس وقت انسانیت سسک رہی ہوگی۔ دم توڑ رہی ہوگی اور آپ ہم بے بس نظر آئیں گے۔ انہوں نے حکومت کے رویہ پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ ابھی بھی ٹیلی ویژن کے فحش پروگراموں پر باضابطہ اور باقاعدہ روک نہیں لگی ہے۔

دوران تقریر لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے تسلیم عارف نے کہا کہ لوٹ مار' قتل رہزنی اور عصمت دری کے نت نئے واقعات صرف اور صرف فلموں کی غلط کہانیوں کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ٹیلی ویژن ایک مفید ذریعہ ابلاغ ہے جس کو با مقصد بنا کر مفید کارنامے انجام دیئے جا سکتے ہیں انہوں نے برسر اقتدار جماعت سے اپیل کی کہ ملکی روایات کے حامل افراد کی ایک اختیاراتی کمیٹی بنائی جائے جو تمام پروگراموں کو از سر نو ترتیب دے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کی چکا چوند سے آنکھوں کو خیرہ کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاقی اقدار تقریباً ختم ہو چکی ہیں اور نوبت بایں جا رسید کہ ہر آدمی اپنے سے 5-4 برس بڑے انسان کو پرانے زمانہ کا سمجھنے لگتا ہے۔ یہ وہی معاشرہ ہے جہاں بڑوں کو بوجھ سمجھنے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ خدارا آپ ایسے معاشرہ کی تقلید نہ کریں بلکہ اس پر لعنت بھیجیں۔

(ہند سماچار 20.7.98)

بدر :۔ دنیا بھر میں ننگی چینلوں کی دوڑ میں جہاں ٹیلی ویژن ہماری تہذیب و تمدن کو برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور ہر طرف بدی و تاریکی کا بھوت منہ کھولے ہے۔ پھر بھی آپ کو گھبرانے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ ایک اسلامی ٹیلی ویژن نیٹ ورک "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ" کے نام سے ایسا بھی جاری ہے جو پوری دنیا کو 24 گھنٹے روشنی کی کرنوں سے منور کرنے پر وقف ہے۔ اور دن رات اعلیٰ انسانی اقدار و روایات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ مسلم علماء آنکھیں کھولیں اور اپنی توجہ اس کی طرف پھیریں۔